ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

17

www.tanzeem.org

15 تا 21 رجب المرجب 1436ھ / 5 تا 11 مئی 2015ء

اس شمارے میں

اِک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

ازدواجی معاملات میں توازن اور اعتدال کی خصوصی اہمیت

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر

یوم مئی اور پاکستان میں مزدور طبقہ کی حالت زار

چین کے صدر کا دورۂ پاکستان

ممتاز قادری کیس میں عدالتی فیصلے کا جائزہ کتاب وسنت کی روشنی میں

کیا اپنا حال پوچھو ہو!

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

خصوصی منصب، خصوصی تقاضے

اقامتِ دین کا کام درحقیقت ایک انقلابی جدوجہد (Revolutionary Struggle) کا متقاضی ہے۔ ایک قائم شدہ نظام کو بیخ وبُن سے اکھاڑ کر اس کی جگہ ایک صالح نظام کو قائم کرنے کے تقاضے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ یہ انقلاب صرف دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت سے نہیں آتا۔ اگرچہ اس میں بھی آغاز دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت ہی سے ہوگا اور اس میں تذکیر بھی ہوگی، تبشیر بھی اور انذار بھی ہوگا، لیکن اس کا ہدف یہ ہوگا کہ ان تمام کاموں کے نتیجہ میں ایک انقلابی جمعیت فراہم کی جائے، اسے منظم کیا جائے، اس کی تربیت کی جائے اور اس میں وہ تمام ضروری اوصاف پیدا کیے جائیں جو کسی انقلابی جماعت کے لیے لازم اور ناگزیر ہیں---اور جب اس جمعیت میں مطلوبہ نظم اور ڈسپلن پیدا ہو جائے تو پھر اسے نظامِ باطل سے ٹکرا دیا جائے۔ بقول علامہ اقبال ؎

با نشۂ درویشی در ساز و دمادم زن!
چوں پختہ شوی خود را بر سلطنتِ جم زن!

منہج انقلاب نبویؐ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

الھدیٰ (657)

بنی اسرائیل کی تاریخ کے نشیب و فراز

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃ بَنِی اِسْرَاءِیل | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیت :7

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَھَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْھَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝

آیت ۷ ﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَھَا ؕ﴾ ’’اگر تم نے کوئی بھلائی کی تو خود اپنے ہی لیے کی‘ اور اگر کوئی برائی کمائی تو وہ بھی اپنے ہی لیے کمائی۔‘‘

تمہارے نیک اعمال کا فائدہ بھی تمہیں ہوا اور تمہاری برائیوں اور نافرمانیوں کا وبال دنیا میں بھی تم پر آیا اور اس کا وبال آخرت میں بھی تم پر پڑے گا۔

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ﴾ ’’پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا‘‘

جب دوبارہ تم نے اللہ کے دین سے سرکشی اختیار کی‘ تمہارے اعتقادات‘ نظریات اور اخلاق پھر سے مسخ ہو گئے تو وعدے کے عین مطابق تم پر عذاب کے دوسرے مرحلے کا وقت آ پہنچا۔

﴿لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْھَکُمْ﴾ ’’تاکہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں‘‘

اس سلسلے میں آیت ۵ میں یہ الفاظ آئے تھے: ﴿بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ﴾ کہ ہم نے تم پر اپنے بندے مسلط کر دیے جو سخت جنگجو تھے۔ اس فقرے کا مفہوم یہاں بھی پایا جاتا ہے‘ لیکن یہاں دوبارہ اسے دہرایا نہیں گیا۔ چنانچہ اس فقرے کو یہاں محذوف سمجھا جائے گا اور آیت کا مفہوم یوں ہوگا کہ ہم نے پھر تم پر اپنے سخت جنگجو بندے مسلط کیے تاکہ وہ تمہارے حلیے بگاڑ دیں۔

﴿وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ﴾ ’’اور وہ داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے کہ داخل ہوئے تھے پہلی مرتبہ‘‘

یہاں اشارہ ہے بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کی بارِ دگر بے حرمتی کی طرف۔ جیسے ۵۸۷ قبل مسیح میں بخت نصر نے بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کو مسمار کیا تھا‘ ویسے ہی رومی جرنیل ٹائیٹس نے ۷۰ء میں ایک دفعہ پھر ان کے تقدس کو پامال کیا۔

﴿وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝﴾ ’’اور تباہ و برباد کر کے رکھ دیں (ہر اُس شے کو) جس کے اوپر بھی انہیں قبضہ حاصل ہو جائے۔‘‘

ان آیات میں بنی اسرائیل کی دو ہزار سالہ تاریخ کے نشیب و فراز کی تفصیلات کو سمو دیا گیا ہے۔ اس عرصے میں انہوں نے دو مرتبہ عروج دیکھا اور دو دفعہ ہی زوال سے دوچار ہوئے۔

فرمان نبویؐ

سنت نماز کی اہمیت

عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ نَبِیِّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یُصَلِّیْ لِلّٰہِ کُلَّ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً تَطَوُّعًا غَیْرَ فَرِیْضَۃٍ اِلَّا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ اَوْ اِلَّا بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ)) (رواہ مسلم)

حضرت اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ’’جو مسلمان اللہ کے لیے دن رات میں بارہ رکعتیں نفلی نماز ادا کرے گا، فرض نماز کے علاوہ، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں یا اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے‘‘۔

تشریح: ایک دوسرے فرمان میں یوں بھی فرمایا کہ اس کے فرائض کی ادائیگی میں جو کوتاہی رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان نفلی نمازوں کے ذریعہ اس کی تلافی کر دیں گے۔ یہ وہ بارہ رکعات ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مستقلاً ادا کرتے رہے ہیں، یعنی دو رکعت فجر کے ساتھ، چھ رکعت ظہر کے ساتھ، دو رکعت مغرب اور دو رکعت عشاء کے ساتھ۔

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

کچھ عرصہ سے ہماری سیاست کا یہ انداز چل رہا ہے کہ کسی قومی یا صوبائی اسمبلی کی محض ایک نشست حکومتی اور اپوزیشن یا کسی دو متحارب سیاسی جماعتوں کے درمیان زندگی و موت کا مسئلہ بن جاتی ہے۔ ایک طرف سیاست دان یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اسی نشست کی کامیابی ملکی سطح پر عظیم کامیابی ہے اور دوسری طرف میڈیا Hype Create کر رہا ہوتا ہے۔ تمام بحث مباحثے تمام ٹاک شوز اسی نشست میں کامیابی اور ناکامی کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ چند ماہ پہلے جب ملتان کے جاوید ہاشمی تحریک انصاف سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی نشست سے دستبردار ہوئے تھے۔ ضمنی انتخاب میں امیدوار بن کر سامنے آئے تھے تو انھیں مکمل طور پر مسلم لیگ (ن) کی حمایت حاصل تھی۔ دوسری طرف ملتان شہر کے پیپلز پارٹی کے صدر، پیپلز پارٹی سے مستعفی ہو کر تحریک انصاف کی پشت پناہی پر میدان میں اُترے تھے۔ یہاں تحریک انصاف کے حمایت یافتہ امیدوار کو فتح ہوئی تھی۔ اب کراچی کے حلقہ NA-246 سے ایم کیو ایم کے نبیل گبول مستعفی ہوئے تو تحریک انصاف کے عمران اسماعیل، جماعت اسلامی کے راشد نسیم ایم کیو ایم کے کنور خالد جمیل کے خلاف ڈٹ گئے۔ اس انتخاب میں بھی صرف ایک نشست کو سیاست دانوں اور الیکٹرانک میڈیا نے اتنی اہمیت دی کہ اس حلقہ کی ہار جیت ملک کا اصل مسئلہ معلوم ہونے لگا۔ اس انتخاب میں ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ کراچی میں رینجرز کا کلین اپ آپریشن چل رہا تھا جس میں زیادہ تر پکڑ دھکڑ ایم کیو ایم کے کارکنوں کی ہو رہی تھی اور ایم کیو ایم بڑی کامیابی سے یہ تاثر دے رہی تھی کہ آپریشن جانبداری سے ایم کیو ایم کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ نائن زیرو پر رینجرز کے چھاپے اور وہاں سے ملکی و غیر ملکی اسلحہ کی برآمد نے یہ تاثر عام کر دیا تھا کہ ایم کیو ایم دہشت گردی میں ملوث ہے۔ بعض سزا یافتہ مجرموں کے بیانات نے بھی ایم کیو ایم کو بڑی دفاعی پوزیشن میں دھکیل دیا تھا۔ اگرچہ ایم کیو ایم کے سیاسی مخالفین اُس پر بھتہ خوری، ٹارگٹ کلنگ، ٹارچر سیل اور بوری بند لاشوں کا کھیل کھیلنے جیسے الزامات پہلے ہی بہت لگا رہے تھے۔ لیکن نائن زیرو پر چھاپہ اور وہاں سے اسلحہ برآمد ہونے کے بعد ایم کیو ایم کی میڈیا پر گرفت بھی ڈھیلی پڑ گئی جو اس سے پہلے سخت تھی۔ اب مختلف چینلز پر تجزیہ نگاروں نے ایم کیو ایم کے خلاف خوب زبان کھولی جس سے یہ تاثر قائم ہو گیا کہ تشدد کی سیاست کے خاتمے کے ساتھ ایم کیو ایم کی عوامی مقبولیت میں بہت بڑی کمی واقع ہو گئی ہے۔

دوسری طرف PTI اور جماعت اسلامی جو خیبر پختونخوا میں اتحادی ہیں، نے اس حلقہ سے اپنے اپنے امیدوار کھڑے کر دیے۔ شروع شروع میں عام رائے یہ تھی کہ جماعت اسلامی بالآخر انتخاب سے دست بردار ہو کر تحریک انصاف کے عمران اسماعیل کی حمایت کرے گی۔ اس پر ہمارے سمیت بہت سے تجزیہ نگار اس خوش فہمی کا شکار ہو گئے کہ ایم کیو ایم کو اگر شکست نہ بھی ہوئی تو وہ معمولی مارجن سے یہ انتخاب جیتے گی۔ لیکن 23 اپریل جسے تینوں جماعتوں نے یوم التغابن اور یوم الفرقان بنا ڈالا تھا۔ اُس روز ایم کیو ایم بڑے مارجن سے کامیاب ہوئی اور اُس نے PTI اور جماعت اسلامی کے دونوں امیدواروں کے جمع شدہ ووٹوں سے تین گنا زیادہ ووٹ حاصل کیے۔ لہٰذا اب بھی ایم کیو ایم کی کراچی میں مقبولیت پر کوئی اگر سوال کھڑا کرتا ہے تو وہ یقیناً جانبداری سے کام لیتا ہے اور زمینی حقائق کو جھٹلاتا ہے۔ ہم چاہیں گے کہ اس حلقہ سے انتخاب میں حصہ لینے والی تینوں

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 رجب المرجب 1436ھ — جلد 24
5 تا 11 مئی 2015ء — شمارہ 15

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: -36316638-36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

جماعتوں کے لیے جو سبق مضمر ہے، وہ مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالہ سے اُس پر سنجیدگی سے غور کریں۔ ایم کیو ایم جو اس انتخاب میں کامیاب ہوئی ہے اُس کے لیے سبق یہ ہے کہ اُس کا عسکری ونگ اور اُس کی مار دھاڑ، بھتہ خوری اور ٹارگٹ کلنگ اُسے بدنامی کے سوا کچھ نہیں دے سکتی۔ بلدیاتی سطح پر شہریوں کی سہولتوں کے حوالہ سے کیے گئے مصطفیٰ کمال کے شاندار کارناموں کو اہل کراچی اب بھی یاد رکھے ہوئے ہیں۔ اُنہیں کراچی کی ترقی کے لیے ایسی ہی قیادت کی ضرورت ہے۔ کراچی کی بہت بڑی آبادی یہ سمجھتی ہے کہ ایم کیو ایم اُن کے حقوق کی سچی اور کھری علمبردار جماعت ہے۔ لہٰذا اب تو ایم کیو ایم کے لیے لازم ہی نہیں انتہائی مفید بھی ہوگیا ہے کہ وہ اپنا عسکری ونگ ختم کر دے۔ دہشت گردی کو خیر باد کہہ دے اور صحیح معنوں میں عوام کی خدمت کرنے والی سیاسی جماعت بن جائے۔ دوسروں کی تنقید پر خندہ پیشانی کا مظاہرہ کرے۔ ہم نئی صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہوئے اُنہیں دل و دماغ کی گہرائیوں سے یقین دلاتے ہیں کہ جس طرح وہ غریب اور متوسط طبقہ کے حقوق کی آواز اٹھاتے ہیں، وہ ایم کیو ایم کو کراچی حیدر آباد ہی کی نہیں پاکستان کی بڑی سیاسی جماعت بنا سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم الطاف حسین اور رابطہ کمیٹی سے دست بستہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ دہشت گردی اور تشدد کی سیاست کو طلاق بائن دے کر عوام کی حقیقی نمائندگی کرنے والی سیاسی جماعت بن جائے۔ یہ تبدیلی ایم کیو ایم، الطاف حسین اور پاکستان سب کے لیے انتہائی مفید رہے گی۔ تحریک انصاف اس انتخاب میں ووٹوں کی تعداد کے حوالہ سے دوسرے نمبر پر آئی لیکن 2013ء میں جب اس کا امیدوار ایک عیسائی تھا، زیادہ ووٹ حاصل کر گیا تھا۔ تحریک انصاف کو پہلے تو تحریک اور منظم جماعت میں فرق سمجھنا ہوگا۔ ایک تحریک اپنے کارکنوں کو وقت کی طاقت سے نبرد آزما ہونے کی تربیت دیتی ہے۔ اعداد و شمار کی بجائے جذبہ قربانی اور ایثار میں زبردست بڑھوتری کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمران خان کو 126 دن کا دھرنا دینے میں کامیابی ہوئی جو کسی دوسری جماعت کے لیے شاید ممکن نہیں۔ البتہ انتخاب جیتنے کے لیے ایک منظم اور اطاعت گزار تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ Popular Wave عمران خان کی ذاتی ہے تحریک انصاف جماعت کی نہیں ہے۔ عمران خان کی حیثیت ایک قومی ہیرو کی یقیناً ہے لیکن اُن کی جماعت میں نظم نام کی کوئی شئے نہیں ہے۔ لہٰذا تحریک انصاف کا منشور عوامی دلکشی کا باعث ہونا چاہیے۔ ایک ہیرو ایک بڑا جلسہ منعقد کر سکتا ہے لیکن عام ووٹر کو اُس شرح سے متوجہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ عمران خان تحریک انصاف کو انتخاب جیتنے والی منظم سیاسی جماعت بنائیں وگرنہ بڑے بڑے جلسے کرتے کرتے بالآخر نڈھال وہ ہو جائیں گے۔ جماعت اسلامی اس انتخاب میں بُری طرح ناکام ہوئی ہے اور وہ 2013ء میں دوپہر بارہ بجے تک جتنے ووٹ حاصل کر گئی تھی اس انتخاب میں اتنے ووٹ بھی حاصل نہیں کر سکی۔ حالانکہ بڑے بلند بانگ دعوے کیے گئے کہ 2013ء میں دھاندلی کی وجہ سے ووٹ نہیں مل سکا۔ ہم دوبارہ کراچی میں اپنی برتری ثابت کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں کراچی میں جماعت اسلامی سے ہونے والے سلوک کا شدید دکھ ہے۔ یقیناً ماضی میں کراچی میں جماعت اسلامی کا ووٹ بنک تھا، لیکن یہ پسپائی تو ملک بھر میں ہوئی ہے۔ کیا جماعت اسلامی کی قیادت سنجیدگی سے غور کرنے پر تیار ہے کہ 1941ء میں اللہ کی راہ میں آغاز کیے گئے سفر میں رخ کی تبدیلی نے اُس کو 2015ء میں کہاں پہنچا دیا ہے۔ انتخابات میں کامیابی کے پیمانہ سے ناپ تول کیا جائے تو پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں وہ کسی سیکولر یا لبرل جماعت کے سہارے کے بغیر قومی اسمبلی کی ایک نشست بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ خیبر پختونخوا سے شاید وہ ایک آدھ نشست حاصل کر لے۔ کب تک وہ اپنا اور اپنے ہمدردوں کا دل یہ کہہ کر بہلاتی رہے گی کہ گزشتہ انتخابات کی نسبت اُن کی ووٹ حاصل کرنے کی شرح میں اس مرتبہ اتنا اضافہ ہوگیا ہے۔ انتخابات حرام نہیں ہیں لیکن اگر منزل اسلام ہے، اگر پاکستان کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہے تو سوچنا پڑے گا کہ حصول منزل کے لیے صحیح راہ کون سی ہے جس پر اللہ کا نام لے کر چلنا ہوگا جس پر دل ٹھک جائے کہ سمت درست ہے یہ منزل دور سہی لیکن نگاہوں کے سامنے رہے گی جس راہ پر چلتے ہوئے عوام کی نہیں عوام کے خالق کی رضا مطلوب ہوگی۔ کوئی وقتی ضرورت یا مفاد شریعت کے ضابطوں سے انحراف پر مجبور نہیں کرے گا۔ ووٹر کی ناراضگی کے خوف سے حق کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ شریعت محمدی ﷺ کے بارے میں دوٹوک کہا جا سکے کہ یہ ہمارے رب کا بتایا ہوا راستہ ہے جسے اچھا لگتا ہے وہ بھی سن لے اور جسے اچھا نہیں لگتا وہ بھی سن لے۔ گول مول باتیں اور ڈپلومیٹک انداز اختیار کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ اسلامی فلاحی ریاست کے لیے انقلابی طریقہ یعنی منہج نبوی اختیار کرنے والوں کو یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ اگر انتخابی طریقہ کار اختیار کرنے والے ناکام ہیں تو آپ نے کونسا تیر مار لیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آج اس کا جواب بھی حاضر کر دیا جائے۔ پہلی بات تو یہ کہ اگرچہ اس طریقہ کار کو اختیار کرنے والوں کی رفتار سُست بلکہ انتہائی سُست ہے لیکن پسپائی ہرگز نہیں ہوئی۔ چیونٹی کی چال چلتے ہوئے آگے بڑھا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ جس طرح آپ نے انتخابی اتحاد کیا، ایم ایم اے بنائی، کبھی انقلابی اتحاد بھی بنائیں اور اسلامی جماعتوں کو اس بات پر متفق کریں کہ سب مل کر نفاذِ شریعت کے لیے اور مکرر عرض کر دیں کہ خالصتاً نفاذِ شریعت کے لیے متحد ہو کر تحریک چلائیں۔ اگر اینٹی قادیانی اور تحفظ ناموس رسالت تحریک کامیاب ہوئی تھیں تو یہ تحریک کیوں نہ کامیاب ہوگی، جو فی سبیل اللہ ہوگی۔ جو صرف محبوبِ ربانی کی شریعت کے نفاذ کے لیے ہوگی۔

اک طرزِ تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک
اِک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

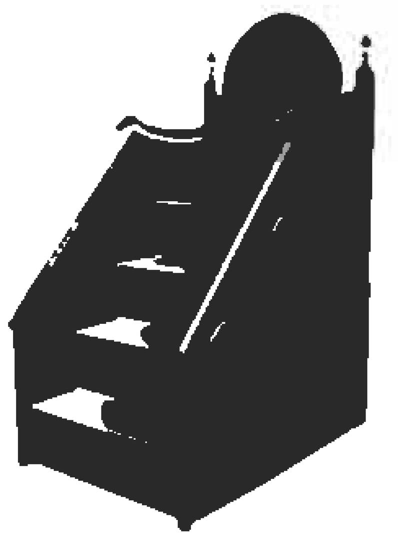

ازدواجی معاملات میں توازن اور اعتدال کی خصوصی اہمیت

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 24 اپریل 2015ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃ التحریم کی ابتدائی پانچ آیات ابھی آپ نے سماعت فرمائی ہیں۔ سورۃ الطلاق کے بعد اگلی سورت سورۃ التحریم ہے اور ''تحریم'' کا لفظ پہلی ہی آیت ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ ......﴾ سے ماخوذ ہے۔ تُحَرِّمُ فعل ہے اور تحریم اس کا مصدر ہے بمعنی کسی شے کو اپنے لیے حرام اور ممنوع قرار دینا۔

سورۃ الطلاق اور سورۃ التحریم جوڑی کی شکل میں ہیں اور ان میں ایک خصوصی نسبت یہ ہے کہ عائلی زندگی سے متعلق دو انتہاؤں کو ان سورتوں میں زیر گفتگو لایا گیا ہے۔ ایک انتہا یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان کسی وجہ سے نبھا ہو ہی نہیں رہا اور گھر جہنم کا نمونہ بنا ہوا ہے تو ایسی صورت میں نوبت طلاق تک پہنچتی ہے۔ طلاق سے متعلق تفصیلی احکامات سورۃ الطلاق میں دیے گئے ہیں۔

دوسری انتہا یہ ہے کہ میاں بیوی میں باہم اتنی محبت ہے کہ گھر کے ادارے کا سربراہ یعنی مرد بیوی کے مطالبات پورے کرنے کے لیے حرام میں منہ مارنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اس دوسری انتہا کا ذکر سورۃ التحریم میں ہے۔

زیر مطالعہ سورت کی ابتدا میں آنحضورﷺ کو ایک جائز اور حلال چیز کو استعمال نہ کرنے کی قسم کھانے پر تنبیہ کی گئی ہے۔ اس ضمن میں اصولی بات سمجھ لیجیے کہ اس کا تو کوئی امکان ہی نہیں تھا کہ آنحضورﷺ اپنی ازواج کی خوشنودی کے لیے کسی حرام چیز کو اپنے لیے حلال کر لیتے، ہاں یہ ضرور ہوا کہ آپﷺ نے ایک حلال اور جائز چیز کو اپنے لیے ممنوع قرار دے دیا۔ عام آدمی ایسا کرے تو کوئی گناہ نہیں ہے' لیکن یہ رویہ حضورﷺ کے مقام و مرتبہ کے خلاف ہے، اس لیے کہ حلال و حرام کے حوالے سے ساری راہنمائی اس اُمت کو آنحضورﷺ کے ذریعے سے مل رہی ہے۔ لہٰذا اگر آپؐ کسی شے کو اپنے لیے ممنوع قرار دے دیں تو ہو سکتا ہے کہ بعد میں آنے والے مسلمان یہ سمجھیں کہ یہ چیز شاید حرام ہے۔ ایسا ایک مرتبہ پہلے بھی ہو چکا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے کسی بیماری کی وجہ سے حکیموں کی تجویز پر اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تو بعد میں آنے والے بنی اسرائیلیوں نے اونٹ کے گوشت کو اپنے لیے حرام سمجھ لیا۔ لہٰذا نبی یا رسول کا حلال چیز کو نہ کھانے کا عہد بعد میں آنے والوں کے لیے غلط فہمی کا باعث بن سکتا ہے۔

آنحضورﷺ نے بھی شہد کی ایک قسم مغافیر (خاص بوٹی کا شہد) کے بارے میں قسم کھالی کہ آئندہ

مرتب: حافظ محمد زاہد

میں اس کا استعمال نہیں کروں گا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ نبی اکرمﷺ نے ایک تو تمام ازواج مطہراتؓ کی باریاں مقرر کی ہوئی تھیں۔ دوسرا، آپﷺ کا معمول تھا کہ نماز عصر کے بعد تمام ازواج مطہراتؓ کے حجروں میں جا کر ان کی خیریت دریافت کرتے تھے اور چند منٹوں میں یہ سارا سرکل مکمل ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک زوجہ محترمہ کے پاس کہیں سے شہد آیا' جب آپؐ ان کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے شہد پیش کیا۔ یہ شہد ''مغافیر' تھا جو ایک خاص پھول سے بنتا ہے اور اس کے اندر تھوڑی سی بو بھی ہوتی ہے۔ آنحضورﷺ کو شہد مرغوب تھا تو آپؐ اسے تناول فرمانے لگ گئے، جس کی وجہ سے ان زوجہ کے پاس باقیوں کی نسبت تھوڑا سا وقت زیادہ لگ گیا۔ جب یہ عمل کئی دن ہوا تو اس پر بقیہ ازواج مطہرات کو ذرا تشویش ہوئی۔ اس حوالے سے بعض ازواج مطہرات نے ایک اسکیم بنائی، جو امر واقعہ کے مطابق تھی۔ آنحضورﷺ جب وہاں سے نکل کر دوسری زوجہ محترمہ کے حجرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے کہہ دیا کہ آپؐ داخل ہوئے ہیں تو مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ آپﷺ بہت حساس طبیعت کے مالک تھے۔ جب دو ازواج مطہرات نے ایسا کہا اور ایک سے زائد مرتبہ کہا تو آپؐ نے ایک زوجہ محترمہ کے سامنے یہ قسم کھالی کہ آئندہ میں یہ مغافیر استعمال نہیں کروں گا۔ اس پر آنحضورﷺ کو تنبیہ کی جا رہی ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ج تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (1)﴾

''اے نبی (ﷺ)! آپؐ کیوں حرام ٹھہرا رہے ہیں (اپنے اوپر) وہ شے جو اللہ نے آپؐ کے لیے حلال کی ہے؟ آپؐ چاہتے ہیں اپنی بیویوں کی رضا جوئی! اور اللہ بہت معاف کرنے والا' بہت رحم کرنے والا ہے۔''

بہرحال یہ کوئی ایسا بڑا مسئلہ نہیں تھا' لیکن چونکہ آپﷺ کے مقام و مرتبہ کے خلاف تھا لہٰذا ان الفاظ میں تھوڑی سی تنبیہ کی گئی اور اگلی آیت میں حکم دیا گیا کہ اپنی قسم کو توڑ کر اس کا کفارہ ادا کیجیے:

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ج﴾

''اللہ نے تمہارے لیے اپنی قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔''

قسم کے کفارہ کا ذکر سورۃ المائدۃ میں آ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ: ''سو اس کا کفارہ ہے کھانا کھلانا دس مساکین کو اوسط درجے کا کھانا جیسا تم اپنے گھر

والوں کو کھلاتے ہوئے یا ان کو کپڑے پہنانا' یا کسی غلام کو آزاد کرنا۔ پھر جو کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔'' (آیت 89)

اس تنبیہ کے بعد آنحضورﷺ کی دلجوئی کی جارہی ہے۔ فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (2)﴾

''اور اللہ تمہارا مددگار ہے' اور وہ سب کچھ جاننے والا' کمال حکمت والا ہے۔''

مولیٰ کا لفظ عربی زبان میں بڑا جامع ہے۔ لہٰذا اس جملے کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل آپؐ کا خیر خواہ، آپؐ کا پشت پناہ اور آپ کا حمایتی ہے۔

یہاں تک تو آنحضورﷺ کے حوالے سے بات کی گئی۔ اب اس واقعہ کے ضمن میں ازواجِ مطہراتؓ کو بھی تنبیہ کی جارہی ہے:

﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ﴾

''اور جب نبی (ﷺ) نے رازداری سے اپنی کسی زوجہ کو ایک بات بتائی تو اُس نے اس کو ظاہر کر دیا۔''

یہ بات ایک راز تھی کہ آپؐ نے اپنی ایک زوجہ (حضرت حفصہؓ) کے سامنے مغافیر نہ کھانے کی قسم کھائی تھی' لیکن ان سے بے احتیاطی ہوئی اور انہوں نے وہ بات ایک اور زوجہ (حضرت عائشہؓ) کو بتا دی۔ میاں بیوی کے درمیان ایک اعتماد کا رشتہ ہوتا ہے اور صالح بیویوں کے بارے میں قرآن مجید نے ایک صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ شوہروں کے رازوں کی حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں۔ یہاں حضرت حفصہؓ کے راز افشا کرنے سے آنحضورﷺ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی۔ اب آنحضورﷺ نے ان کا تھوڑا سا محاسبہ اس انداز سے کیا:

﴿وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ﴾

''اور اللہ نے آپؐ کو اس بارے میں مطلع کر دیا۔ تو نبی (ﷺ) نے اس پر کسی حد تک (اس بیوی کو) خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے چشم پوشی کی۔''

آگے حضرت حفصہؓ کے فطری ردِعمل کا تذکرہ ہے:

﴿فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ﴾

''تو جب آپؐ نے اسے یہ خبر دی، اُس نے کہا کہ آپؐ کو یہ کس نے بتایا؟''

یہاں یہ یاد رکھیے کہ ازواجِ مطہرات کا رشتہ آپس میں بھی بہت محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ اعتماد پر مشتمل تھا۔ حضرت حفصہؓ کے ذہن میں آیا ہوگا کہ میں نے حضرت عائشہؓ تک یہ راز پہنچایا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ہی حضورﷺ کو بتا دیا۔ میں نے تو ان پر اعتماد کیا تھا اور انہوں نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچا دی۔ اس پر اللہ کے رسولﷺ نے ذرا سنجیدگی سے جواب دیا اور اس میں آپؐ کی ناراضگی بھی جھلک رہی ہے:

﴿قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③﴾

''آپؐ نے کہا: مجھے اس نے بتایا ہے جو ہر بات کا جاننے والا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔''

آنحضورﷺ نے حضرت حفصہؓ کو جو تنبیہ کی اس کے اندر بھی سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ کا انداز نہیں ہے۔ میاں بیوی کے معاملات بڑے نازک قسم کے ہوتے ہیں۔ حضورﷺ ہمارے لیے تو اللہ کے رسول ہیں اور ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے' لیکن بہرحال ان کا آپسی رشتہ تو شوہر اور بیوی کا بھی ہے اور اس رشتہ کے اپنے تقاضے بھی ہیں اور اس کی اپنی ایک نفسیات بھی ہے جس کو جدا کیا ہی نہیں جا سکتا۔

اس معاملہ میں راز افشا کیا تھا حضرت حفصہؓ نے لیکن حضرت عائشہؓ بھی اس کے اندر ملوث ہو گئیں اور حضور اکرمﷺ کی طرف سے اس تنبیہ پر شاید ان دونوں نے کچھ محسوس بھی کیا ہوگا۔ آنحضورﷺ نے بھی ان کے اس رویے کو کچھ محسوس کیا ہوگا۔ تو اس پر اب اصل گرفت آرہی ہے کہ تمہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ تم سے کیا عدم توازن کا معاملہ ہوا ہے اور تمہیں اللہ سے معافی طلب کرنی چاہیے۔

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ﴾

''اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کرو تو (یہی تمہارے لیے بہتر ہے' کیونکہ) تمہارے دل تو مائل ہو ہی چکے ہیں۔''

یعنی ان دونوں ازواج کو اس چیز کا احساس ہو گیا تھا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے' لیکن شوہر بیوی کی حیثیت سے جو رویے کا فرق آیا تھا تو وہ بھی نہیں آنا چاہیے تھا۔ لہٰذا اس پر بھی اب تم اللہ کی جانب رجوع کرو اور توبہ کرو۔

آیت کے اس ٹکڑے ﴿فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہیں پہلے ہی اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا اور تمہارے دل پہلے ہی مائل ہو چکے تھے۔ لیکن بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے۔ یہ ترجمہ مناسب نہیں ہے۔ عربی لغت اور عربی محاورے کے اعتبار سے بھی مائل ہونا ہی بہتر ترجمہ ہے۔ سورۃ الانعام میں بھی یہ لفظ مائل ہونے کے معنی میں آیا ہے: ﴿وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ﴾ ''تاکہ مائل ہو جائیں اس کی طرف ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے''۔ اس لفظ کو وہ طبقہ بہت زیادہ استعمال کر رہا ہے جو ازواجِ مطہرات سے ویسے ہی خار رکھتا ہے اور وہ جان بوجھ کر اس کا ترجمہ ''تمہارے دل کج اور ٹیڑھے ہو چکے ہیں'' کرتا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح ترجمہ نہیں ہے۔ یہاں صرف یہ فرمایا جا رہا ہے کہ اپنی غلطی کے اعتراف میں جو تھوڑی سی ایک جھجک تھی اور جو رویے میں تھوڑا سا فرق آیا تھا تو اس پر بھی توبہ کرو۔ اس لیے کہ اگرچہ محمدﷺ آپ کے شوہر ہیں' لیکن وہ اللہ کے رسول بھی ہیں تو ان کا وہ مقام بھی ملحوظ رکھنا ہے۔ اس لیے کہ ان کا وہ مقام سب رشتوں سے فائق ہے اور باقی تمام رشتے اس کے بعد ہیں۔

رسول اللہﷺ پوری اُمت کے لیے اُسوہ کی حیثیت رکھتے ہیں' لہٰذا اگر آپؐ سے کسی معاملے میں پرفیکشن لیول سے ذرا سی کمی ہوتی تھی تو قرآن فوراً آپؐ کا مواخذہ کرتا تھا (جیسے زیر مطالعہ سورۃ اور سورۂ عبس کی ابتدائی آیات کا معاملہ ہے)۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات بھی پوری امت کی خواتین کے لیے اسوہ ہیں' اگر کہیں کسی معاملہ میں ان کے پرفیکشن لیول میں ذرا سی بھی کمی ہوئی تو قرآن نے وہیں پر ان کی گرفت کی۔ اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ ان کا مقام بہت اونچا تھا اور ان کے باقی تمام معاملات واقعی مطلوب سطح پر تھے۔ یہ

ازواجِ مطہراتؓ پوری اُمت کی خواتین کے لیے اُسوہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور اگر کہیں کسی معاملہ میں ان کے پرفیکشن لیول میں ذرا سی بھی کمی ہوئی تو قرآن نے ان کی گرفت کی۔ اس کو بنیاد بنا کر ازواجِ مطہراتؓ پر طعن کرنا یا انہیں برا بھلا کہنا یا ان کی شان میں بے ادبی کرنا' یہ اپنے ایمان کی خیر منانے والی بات ہے اور اس سے ایمان کی ایک طرح سے نفی ہو جاتی ہے۔

اصل پیغام ہے جو ہمیں ان آیات کے ضمن میں مل رہا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم ان کے اوپر طعن شروع کر دیں۔ الحمدللہ اہل سنت والجماعت ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام و مرتبہ کا پورا لحاظ رکھتے ہیں اور اس کا پورا اعتراف کرتے ہیں۔ ایک طبقہ ازواج مطہرات کے بارے میں جس قسم کے جذبات اور الفاظ استعمال کرتا ہے' وہ ناقابل بیان ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن نے ان ازواج پر گرفت کی ہے اور ان کے لیے سخت الفاظ کہے ہیں، حالانکہ یہ تنبیہہ صرف اس لیے تھی کہ اُمت کی خواتین کے لیے رول ماڈل بننے کے حوالے سے ان ازواج کا جو مقام و مرتبہ ہے' اس کے پرفیکشن لیول میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ لہٰذا ان جیسے چند واقعات کو بنیاد بنا کر ازواج مطہرات پر طعن کہنا یا انہیں برا بھلا کہنا یا ان کی شان میں بے ادبی کرنا' یہ اپنے ایمان کی خیر منانے والی بات ہے اور اس سے ایمان کی ایک طرح سے نفی ہو جاتی ہے۔

اب اگلی آیت کی طرف چلتے ہیں جس کے الفاظ بظاہر بہت سخت ہیں:

﴿وَاِنۡ تَظٰہَرَا عَلَیۡہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوۡلٰىہُ وَجِبۡرِیۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ بَعۡدَ ذٰلِکَ ظَہِیۡرٌ (4)﴾

''اور اگر تم دونوں نے ان کے خلاف گٹھ جوڑ کر لیا ہے (تو یاد رکھو کہ) ان کا پشت پناہ تو خود اللہ ہے اور جبریل اور تمام صالح مؤمنین' اور مزید برآں تمام فرشتے بھی انؑ کے مددگار ہیں۔''

سابقہ آیت میں تو قرآن نے گواہی دے دی کہ تمہارے دل جھک چکے ہیں' جبکہ اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ محض بیوی کی حیثیت سے اگر تم دونوں نے یہ سوچ لیا ہے کہ اس معاملے پر ہم سٹینڈ لیتے ہیں اس لیے کہ ہماری ایسی بھی کیا غلطی ہے۔ اب یہ ایک امکانی بات تھی اور ان کے ذہن میں یہ خیال آیا ہی نہیں' لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بالفرض تم نے آپؐ کے خلاف ایکا کر لیا تو یاد رکھو کہ محبوب رب العالمین ﷺ کے لیے سب قربان ہونے کے لیے تیار ہیں۔

اس کے بعد آگے مزید سخت الفاظ آ رہے ہیں:

﴿عَسٰی رَبُّہٗۤ اِنۡ طَلَّقَکُنَّ اَنۡ یُّبۡدِلَہٗۤ اَزۡوَاجًا خَیۡرًا مِّنۡکُنَّ﴾

''بعید نہیں کہ اگر وہ تم سب کو طلاق دے دیں تو ان کا رب انہیں تم سے کہیں بہتر بیویاں عطا کر دے۔''

چونکہ ظاہری الفاظ سخت تھے اس لیے جن کے دل میں شر تھا' انہوں نے ازواج مطہرات کے خلاف بہت زہر اُگلا ہے۔ حالانکہ اس آیت کا اصل مقصد ازواجِ مطہرات کے اوصاف کو بیان کرنا ہے اور وہ اوصاف یہ ہیں:

﴿مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبۡکَارًا (5)﴾

''اطاعت شعار' ایمان والیاں' فرماں بردار' توبہ کرنے والیاں' عبادت گزار' لذات دنیوی سے بیگانہ شوہر دیدہ بھی اور کنواری بھی۔''

ان اوصاف کو بیان کر کے ازواج مطہرات کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر چہ تم میں یہ اوصاف موجود ہیں کہ تم اللہ کے سامنے ہر معاملے میں سر جھکانے والیاں' ایمان و یقین رکھنے والیاں' شوہر کی فرماں برداری کرنے والیاں' کثرت سے اللہ کی جناب میں رجوع کرنے والیاں' عبادت کرنے والیاں' روزہ رکھنے اور لذات دنیوی سے کنارہ کشی کرنے والیاں ہو لیکن ان اوصاف پر تمہیں نازاں نہیں ہونا چاہیے' اللہ تعالیٰ ان اوصاف کی حامل تم سے بہتر خواتین اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے ازواج کے طور پر فراہم کر سکتا ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ آپ ﷺ کی ازواج کنواری بھی ہوں گی اور ثیبہ بھی۔ ثیبہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کو نکاح کے بعد طلاق ہو گئی ہو یا وہ بیوہ ہو گئی ہو۔ آنحضور ﷺ کی تمام ازواج سوائے حضرت عائشہ ثیبات یعنی شوہر دیدہ تھیں۔

یہاں پر ایک مضمون ختم ہوا۔ اولاد اور بیویوں کے حوالے سے مسلمان کا کیا کردار ہونا چاہیے؟ یہ عائلی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس کا مطالعہ آئندہ کریں گے۔ ان شاءاللہ! ☆☆☆ ☆☆☆☆

بقیہ : کار تریاقی

نہ رکھا۔ مخفف بنا Randi، تو اصحاب فہم شرمسار ہو گئے۔ اخباروں میں شور مچا تو تھنک ٹینک میں کھلبلی مچی۔ نام بدلا اور اب مخفف ہوا Radi۔ اب آپ چاہیں تو رنڈی سے ردی بہتر جان کر قبول کر لیں۔ ٹینک بھر دانش سے ایک بھلا نام نہ نکل پایا، آگے فکر کی جولانیاں کیا رنگ دکھائیں گی! اصلاً ہم دماغ سے نہیں شکم سے سوچنے کے عادی ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں شکم پرستوں کا بول بالا ہے۔ ملک خداداد پاکستان ان سنہرے خوابوں کو بھول چکا جو اس کے بنانے والوں نے ہماری آنکھوں میں اتارے تھے۔ اب ڈراؤنے خواب فکر و فہم رکھنے والوں کو دہلاتے ہیں! سعودی عرب، ایران، یمن کشاکش میں گھرا پاکستان۔ امریکہ، بھارت کی خشمگیں نگاہوں کے بیچ چین سے پینگیں بڑھاتا پاکستان۔ حالات کے تھپیڑے رخ متعین کرتے ہیں۔ قوم کے بزرجمہر واضح، دوٹوک، پختہ فکر اور دور اندیشی سے محروم ہیں۔

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے

☆☆☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

رفقاء کے تحریری سوالات اور
امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ
کے جوابات پر مشتمل ماہانہ پروگرام
تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر

امیر سے ملاقات

کے عنوان سے دیکھا جا سکتا ہے

☆ رفقاء تنظیم پروگرام کے لیے سوالات اپنے نام اور مقامی تنظیم و حلقہ کے حوالہ کے ساتھ ہر ماہ کی 20 تاریخ تک درج ذیل ذرائع سے بھجوا سکتے ہیں۔
i) بذریعہ ای میل: media@tanzeem.org پر۔ ii) بذریعہ خط: K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر۔
iii) بذریعہ SMS موبائل نمبر 0312-4024677 پر۔

خالصتاً فقہی نوعیت کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے جائیں گے

المعلن: مرزا ایوب بیگ (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
042-35869501-3/042-35856304

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

سی آئی اے کے سابقہ سربراہ، مایہ ناز امریکی فورسٹار جنرل پیٹریاس نے اعتراف جرم کرلیا کہ اس نے اپنی محبوبہ پاؤلا براڈویل کو خفیہ دستاویزات تک رسائی دی تھی۔ عراق جنگ میں امریکہ کے لیے بہترین خدمات انجام دینے والا، جنگ کا پانسہ پلٹ دینے والا، اس جرم کے ہاتھوں پٹخا گیا! اگر مقدمہ لڑتا تو دو سال قید بھگت سکتا تھا لہٰذا دستاویزات کی فراہمی اور ایف بی آئی، سی آئی اے سے جھوٹ بولنے کا اقرار کر کے کمتر سزا قبول کر لی۔ دو سال کی Probation یعنی محدود آزادی، قانون کی نگاہ تلے کڑی نگرانی اور ایک لاکھ ڈالر جرمانہ۔ بیوی سے ماوراء عشق کی یہ قیمت ادا کرنی پڑی۔ اپنے مقتدر طبقوں کو گوروں ہی کی مثالیں دینی مناسب ہیں۔ یہ جمہوریت کے دعوے دار ہیں۔ ملکہ برطانیہ کے قانون، مغربی طرز حکمرانی کے پیروکار ہیں۔ گن بھی اسی کے گاتے ہیں۔ شریعت کی، خلافت کی بات کرنے والوں کو خونخوار نظروں کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ یہ جس مغرب کے لیے رطب اللسان رہتے ہیں، جن سے تربیت لیتے ہیں انہی سے کچھ قاعدے قانون کی پاس داری بھی سیکھ لیں!

ہمارے ہاں شاندار گاڑیوں کے فلیٹ قانون کا منہ چڑاتے پروٹوکول کے نام پر دندناتے پھرتے ہیں۔ چند دن پیشتر کوئی وزیر کبیر، چھوٹا موٹا پروٹوکولیا دو پولیس کی گاڑیاں آگے پیچھے لیے ہوئے پھنکارتا ہوا، ہماری گاڑی کو بزور چیخ چنگھاڑ پرے دھکیلتا ہوا آگے نکلا۔ ہم تادیر نظام کی کم ظرفی، سطحیت، جہالت پر کڑھتے رہے۔ ہم انہیں سپین تا چین پھیلی مملکت اسلامیہ کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ دکھا کر، آپ بھی شرمسار ہو مجھ کو بھی شرمسار کر، کیفیت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے۔ کشکول بردار جھلملاتے ٹائی سوٹوں، چمکتی دمکتی وردیوں پر سجے نگاہ خیرہ کن ستاروں، دھوم دھام، شان و شوکت کی گھن گرج کے پیچھے چھپی کرپشن کی کلبلاہٹ، اخلاقی سڑاند! سکینڈلز دن رات سامنے آتے رہتے ہیں۔ جب باہم مفادات ٹکراتے ہیں، جھگڑ پڑتے ہیں تو خود ہی فریق مخالف (موافق مخالف بھی اس لوٹا نگری میں آئے دن بدلتے ہیں) کے کچے چٹھے کھول دیتے ہیں۔ ہم انگلیاں دانتوں تلے داب داب انگلی لہولہان کر بیٹھتے ہیں مارے حیرت کے! الطاف حسین، عشرت العباد پر بگڑ جائیں۔ ذوالفقار مرزا، زرداری سے الجھ پڑیں۔ صولت مرزا پھانسی کا پھندا دیکھ کر سچ اگل دیں۔ جاوید ہاشمی، عمران خان کے ہاتھوں زچ ہو جائیں۔ پھر ایسے ایسے سچ بولے جاتے ہیں جن پر مقدمے دائر کیے جائیں تو سارے لیڈر اندر اور عوام چین کی بانسری بجائیں۔ پیٹریاس نے تو ایک چھوٹے سے معاملے پر ہمت ہار دی اور معافیاں مانگ مانگ دوہرا ہوا۔ یہاں مالی، اخلاقی، ہمہ نوع بدعنوانیاں، خلاف ورزیاں خوں ریزیاں سب پر این آر او پھر جاتا ہے۔ پتہ نہیں بیچارے پیٹریاس کو این آر او کی کیوں نہ سوجھی۔ ہمارے ہاں قتل و غارت گری سے لے کر دھوکا فریب تک سکینڈلز صفحات سیاہ کر دیں۔ سیاہی کم پڑ جائے، کاغذ ختم ہو جائیں! چلیے ہم اب یوم الدین ہی کا انتظار کریں۔ یہ زمین، اس پر ملی محدود مہلت عمل تو یہ قصے نپٹنے چکا نہیں سکتی۔

تاریخ یہی بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل نے کس ڈھٹائی سے انبیاء کو قتل کیا۔ شاہ اسماعیل شہید کو وقت کے فتوٰی گروں نے زندیق، خارجی، ملحد کہا۔ ابن تیمیہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ سب ہی حوالہ زنداں ہوئے، تعذیبوں کا نشانہ بنے۔ امام مالکؒ کو (عیاذاً باللہ) گدھے پر بٹھا کر منہ کالا کر کے شہر میں پھرایا گیا۔ (آج منہ کالا کرنے کو قلم کی سیاہی، ٹاک شوز، شہر میں گدھے پر پھرانے کو ٹیلی ویژن چینلز کافی ہیں) وقت کے حکمرانوں، سپاہیوں، عساکر کے کوڑوں، عقوبت خانوں نے خوب آزمایا۔ یہ سب بعد ازاں تاریخ کے امام کہلائے۔ صاحبان عزیمت جانے گئے۔ دوسری جانب دنیاوی مفادات، حرص و ہوس کے پجاریوں کے لیے یہ مصرعہ ضرب المثل ہو گیا ع ننگ ملت، ننگ دیں، ننگ وطن! حق و باطل کی کشمکش کا ہر باب دونوں قسم کے کردار لیے ہوئے ہے۔ اسمبلیاں اندھا دھند، بلاسوچے سمجھے بل بنا بنا پاس کیے جا رہی ہیں۔ نفرت انگیز لٹریچر پھیلانے پر 50 لاکھ جرمانہ۔ پڑھے لکھے معزز لوگ خوار کیے جا رہے ہیں۔ شنید ہے کہ پچھلے دنوں شبلی نعمانی تلاش کیے جا رہے تھے گرفتار کرنے کو! ان پڑھوں کی ایک فوج اردو بازاروں، پبلشروں پر چھوڑ دی گئی۔ برہنہ تصاویر، فحش لٹریچر، غیر اخلاقی مواد تو ان کے ہاں نفرت انگیز نہیں۔ دین بیزاری کا بخار چڑھا ہوا ہے۔ سو بے جانے بوجھے خوردبین لگا لگا کر یکطرفہ یلغار مخصوص طبقہ ہائے فکر کے خلاف جاری و ساری ہے۔ پہلے ہی یونیسکو کی رپورٹ شرح تعلیم کے حوالے سے تشویش ناک اعداد و شمار پاکستان کے حوالے سے دے رہی ہے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ تعلیم جو فہم، گہرائی، وسعت پیدا کرے اور مدارس میں رہ گئی ہے۔ انگریزی، اردو ملغوبہ تعلیم میں طالب علم زبان غیر سے ہی نمٹتے رہ جاتے ہیں، (یہی لارڈ میکالے کا مقصد تھا) تعلیمی گہرائی کیونکر پیدا ہو۔ فہم و فراست کہاں سے آئے۔

قوم ہمہ گیر سطحیت کی بیماری کا شکار ہے۔ ترقی، دنیا کی قوموں کے برابر کھڑے ہونے کی خواہش میں سڑک بنا، پل بنا، میٹرو بنا! ظاہری چمک دمک، سینٹورلیس نوعیت کے شاپنگ مال ترقی کی معراج ہے جس کے پیچھے خط غربت سے نیچے سسکتے عوام اور دمکتے آئس کریم، کیچپ ٹپکاتے اشتہا انگیز کھانوں والے بل بورڈز تضاد کی علامت ہیں! میٹرو کی گھن گرج اور دوسری جانب بیماریوں میں رلتے، کیڑے مکوڑوں کی طرح مرتے، صاف پانی اور دو وقت کی روٹی، طبی سہولتوں سے محروم، ابلتے گٹروں، کوڑے کے ڈھیر پر پلتے ریوڑوں کے ریوڑ نما انسان! دیہاتوں کی کسمپرسی کا تذکرہ کیا۔ بڑے شہر ناکارہ نکاسئ آب کے مارے، ایک بارش ہو جائے تو سڑکیں تالاب بن جاتی ہیں۔ ٹاؤن پلاننگ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ 46 ارب ڈالر کے منصوبوں کی خوش خبریاں۔ دوسری جانب مایوس کن خیانت پیشہ ہاتھوں کی کارفرمائیاں حوصلہ شکنی کرتی ہیں۔ نالائقی کا عالم تو یہ ہے کہ مشاہد حسین کے پاک چین تعلقات بارے تھنک ٹینک (جو دانش و تحقیق بکھیرنے کو کمربستہ تھا) نے اپنا نام تک درست (باقی صفحہ نمبر 7 پر)

یوم مئی اور پاکستان میں مزدور طبقہ کی حالت زار

نعیم اختر عدنان

یکم مئی دنیا بھر میں محنت کشوں کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے، اس مرتبہ بھی حسب معمول منایا گیا۔ اس دن پوری دنیا میں جلوس نکالے جاتے اور ریلیاں منعقد کی جاتی ہیں۔ سیمینار اور کانفرنس منعقد کی جاتی ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر محنت کش طبقہ کے حقوق پر خصوصی گفتگوئیں کی جاتی ہیں۔ محنت کش طبقہ کی اہمیت کو اجاگر اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا جاتا ہے۔ اس موقع کی مناسبت سے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان میں محنت کش طبقہ کی عمومی صورتحال کا جائزہ لیا جائے۔ اس کا مقصد حکمران طبقہ کی گورننس کا تجزیہ کرنا اور اصلاح احوال کے لیے تجاویز سامنے لانا ہے۔

پاکستان میں نافذ العمل لیبر قوانین اور ضابطوں پر انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (ILO) کو بھی تحفظات ہیں۔ گویا پاکستان کے لیبر قوانین عالمی معیار سے مطابقت نہیں رکھتے۔ پاکستانی معاشرے کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ملک کے آئین میں دیئے گئے سماجی و معاشی حقوق، قوانین اور ضابطوں کو حکمران اشرافیہ، سرمایہ دار اور جاگیردار طبقات سرے سے کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔ یوں محنت کشوں کے حوالے سے موجود قوانین عملاً غیر مؤثر ہو جاتے ہیں۔ وفاقی سطح پر اور ملک کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکمرانی قائم ہے۔ شریف برادران اور ان کی شریک اقتدار شخصیات کی اکثریت صنعت کاروں اور جاگیرداروں پر مشتمل ہے۔ اس ظالم، سماج دشمن اور استحصالی طبقہ کی موجودگی میں محنت کش طبقہ کو عدل وانصاف کی فراہمی ع ''دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے'' کے مترادف ہے۔

جناب اسحاق ڈار نے، جو خود ایک بہت بڑے صنعت کار ہیں، بطور وفاقی وزیر خزانہ دو مرتبہ 2013ء اور 2014ء کے بجٹ میں محنت کش طبقہ کی پنشن میں اضافہ کا اعلان کیا، مگر آج تک ان احکامات پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اب یہ کیس ملک کی اعلیٰ ترین عدالت میں زیر سماعت ہے۔ صوبائی سطح پر محنت کش طبقہ کو بچیوں کی شادی پر جہیز فنڈ کی صورت میں جو گرانٹ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ سے مہیا کی جاتی ہے، گزشتہ دو سالوں سے یہ گرانٹ جاری ہی نہیں ہو سکی۔ اسی طرح آجر حضرات اپنے ملازمین کو ملازمت کی فراہمی کے لیے جو معاہدہ کرتے ہیں، اکثر و بیشتر اسے تحریری صورت نہیں دی جاتی اور یوں روز اول ہی سے محنت کش عملاً ملازم ہونے کے ناطے ملکی قوانین اور ضابطوں سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ ایسا شاید ''مزدور دوست'' پالیسی کی وجہ ہی سے ہو رہا ہے۔ چنانچہ وفاقی حکومت اور صوبہ پنجاب کی حکومت کا محنت کشوں کے حوالے سے طرز عمل بھائی بھائی ہی کا ہے۔

سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہے۔ ایم کیو ایم بھی اقتدار کی زلف گرہ گیر سے لطف اندوز رہی ہے۔ مگر لیبر قوانین پر عمل درآمد اور محنت کش طبقہ کی حالت زار پنجاب سے بھی بری ہے، حالانکہ پیپلز پارٹی کے بانی جناب ذوالفقار علی بھٹو نے لیبر قوانین کے حوالے سے جو اقدامات اٹھائے اس کی نظیر پاکستان کے کسی دوسرے حکمران کے دور حکومت میں نہیں ملتی۔ چنانچہ ملک میں رائج الوقت لیبر قوانین بھٹو عہد ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔

صوبہ سندھ کے بعد صوبہ خیبر پختونخو (KPK) کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ اس صوبہ میں ماضی میں متحدہ مجلس عمل کی بدولت جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی کی حکومت پورے پانچ سال قائم رہی جبکہ اس وقت نیا پاکستان بنانے کی دعوےٰ دار تحریک انصاف اور جماعت اسلامی کی مشترکہ حکومت قائم ہے۔ مگر محنت کشوں کے شب و روز صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ سے مختلف نہیں ہیں۔ شاید اس صوبہ کی حکمران جماعتیں یہ کہتی ہوں گی کہ ع تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم ''اقتدار'' کے۔

بلوچستان کا ذکر کرنا تو ویسے ہی نامناسب اور غیر ضروری ہے کہ یہ صوبہ ہر لحاظ سے پس ماندہ ہے۔ اس صوبہ میں کول مائننگ کی صنعت خاص اہمیت کی حامل ہے، مگر کان کنوں کی حالت زار اور دستیاب ماحول اسلامی بھائی چارے کا منہ چڑاتے نظر آتے ہیں۔

غرض پورے ملک میں محنت کشوں کی عمومی صورت حال علامہ محمد اقبال کے اس شعر ہی کا نقشہ پیش کر رہی ہے:

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

حکومت کی طرف سے گزشتہ سال بارہ ہزار روپے کی شرح سے محنت کشوں کی اجرت مقرر کی گئی، جس پر ابھی تک ملکی سطح پر تسلی بخش طریقے سے عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ بہت سے نجی ادارے ملازمین کو آٹھ گھنٹے کی بنیاد پر ماہانہ بارہ ہزار روپے اجرت نہیں دے رہے۔ لیبر قوانین پر عمل درآمد صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے، مگر صوبائی وزیر محنت سے لے کر ضلعی لیبر آفیسر تک ہر سطح پر رشوت، بدعنوانی اور نااہلی و بے حسی کا راج ہے اور حکمران طبقہ اور طبقہ اشرافیہ ظلم واستحصال کے نئے ریکارڈ قائم کر رہا ہے۔

یہ تو تھی محنت کش طبقہ کی حالت وطن عزیز کے عمومی ماحول کے حوالے سے۔ آئیے اب اسلامی احکامات اور تعلیمات کی روشنی میں محنت کشوں کے اسلامی حقوق کا جائزہ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو خیر امت اور اُمتِ وسط، یعنی بہترین گروہ کا لقب عطا فرمایا ہے۔ اس اُمت کا مقصد وجود ہی انسانیت کی بہتری اور بھلائی ہے۔ دین اسلام کے نزدیک اہم ترین حقیقت عدل و انصاف کا قیام ہے۔ عدل و احسان کا اصول اسلامی تعلیمات کا مرکز و محور ہے۔ قرآن مجید میں رسولوں کی بعثت کا مقصد، معجزات کا ظہور، وحی الٰہی کا نزول، نظام شریعت کا عطا کرنا اور سب سے بڑھ کر ''انزال حدید'' (لوہے کی طاقت) کا مقصود یہ بیان کیا گیا ہے کہ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ، (سورۂ حدید) تا کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہو جائیں۔ مگر امت مسلمہ نے انسان ساختہ قوانین کے ساتھ اپنی بے عملی کے رویہ کو وحی الٰہی پر مبنی احکامات کو بھی ''میں نہ مانوں'' کے کھاتے میں ڈال کر ''ثواب دارین'' کا کھاتا کھولا ہوا ہے۔ نبیوں میں رحمت لقب پانے والی عظیم ترین ہستی ﷺ نے محنت کش کو الکاسب حبیب اللہ کہہ کر مزدور طبقہ کو انتہائی عظمت اور تکریم کا مقام عطا فرمایا اور حاکموں اور آجروں کو اپنے ماتحت کام کرنے والوں کا بھائی قرار دے کر مزدور کے

انسانی اور اسلامی حقوق کی اہمیت کو اجاگر فرمادیا۔ جس دین میں محنت کش طبقہ کی یہ اہمیت ہو اور پیمانہ اور معیار یہ ہو کہ ”جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرو“ ایسے دین کے حامل معاشرے میں ظلم اور ناانصافی کا رواج کیسے ہوسکتا ہے؟ ع ”ہے سوچنے کی چیز اسے بار بار سوچ“۔ اگر ایمان والوں ہی نے اسلام کا دامن چھوڑ رکھا ہے تو پھر ایسا سماج اسلام کی برکات سے کیسے بار آور ہوسکتا ہے؟

محنت کش طبقہ سے ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے جو اسلامی اُخوت اور بھائی چارے کا عملی نمونہ ہو۔ لیکن یہ آواز کون اٹھائے! علامہ اقبال نے تو پون صدی پہلے کہہ دیا تھا:

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الاّ اللہ

آخر میں اِس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض لوگ یورپ، امریکہ اور خاص طور پر سکینڈے نیوین ممالک میں مزدوروں کو دی گئی سہولتوں اور مراعات کی بہت تحسین کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سکینڈے نیوین ممالک کے ہاں جو بندۂ مزدور کے اوقات تلخ نہیں ہیں تو اس کی اصل وجہ اسلامی قوانین سے استفادہ ہے۔ البتہ جہاں تک یورپ و امریکہ کا تعلق ہے تو وہاں مسئلہ کچھ اور ہے۔ وہاں سرمایہ دارانہ استحصالی نظام کی جکڑ بندی بڑی مضبوط ہے۔ حقیقت میں ترقی پذیر ممالک خصوصاً پاکستان جیسے ملک سے ان کا فرق کچھ اس طرح کا ہے کہ پاکستان میں مزدور کا خون نچوڑ لیا جاتا ہے، اُس کی ہڈیوں کا گودا بھی اپنی انڈسٹری میں بطور کھاد ڈالا جاتا ہے اور وہ سرمایہ دار کی سواری کھینچتے کھینچتے اوندھے منہ گر کر اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے جبکہ یورپ اور امریکہ اپنا گھوڑا توانا اور تندرست رکھتے ہیں لیکن اس کی حیثیت گھوڑے سے بڑھ کر کبھی سوار کی نہیں بننے دیتے، وہ اُسے اچھا کھلاتے پلاتے ہیں تاکہ مزدور طاقت حاصل کرے اور سرمایہ دار کی بڑھتی ہوئی دولت کو تیز رفتار پہیے لگ سکیں۔ اس کے برعکس اسلامی نظام میں مزدور کی ضروریات کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ اسلام میں جو دولت کے چند ہاتھوں میں گردش کی پابندی ہے وہ کسی کو دولت پر سانپ بن کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتی۔ پھر یہ کہ مزدور کو عزت و احترام بھی دیا جاتا ہے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ یہ عادلانہ نظام ایک مزدور کو بھی پورے پورے مواقع مہیا کرتا ہے کہ وہ اپنی معاشی حالت کو بدل سکے۔ مزدور کو بھی مساوی مواقع دینا آج کی اہم ترین ضرورت ہے اور یہ صرف اسلام کے عادلانہ نظام میں ہی ممکن ہے۔

ضرورت ہے کہ سرمایہ و محنت کے موجودہ ظالمانہ اور استحصال زدہ ماحول میں تصادم اور ٹکراؤ کی کیفیت کو ختم کر کے اسلامی اخوت اور بھائی چارہ پر مبنی فضا کو ’تعاون‘ کی سطح پر لایا جائے اور محنت کش طبقہ کی اجرت اور دیگر مراعات کو مروجہ نظامِ ظلم کے پیمانہ کی بجائے کفالتی پیمانے کی حامل اُجرت اور مراعات دی جائیں، جو محنت کش اور اس کے جملہ اہلِ خانہ کی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

اگر انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلامی تعلیمات اور ملکی آئین و دستور پر عمل درآمد کے حوالے سے ہم نے اپنی سوچ اور رویہ نہ بدلا اور ظلم کا یہی نظام جاری رہا تو پھر ملک کے غریب اور محنتی لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا مانگنے میں حق بجانب ہوں گے:

”اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اُس کے سرداروں کو دنیا کا سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی دیئے تاکہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کریں۔ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو تباہ و برباد کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے تاکہ یہ ایمان نہ لاسکیں، یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔“ (سورۃ یونس:88)

اقبال کا یہ شعر محنت کشوں کی خدمت میں پیش ہے:

اُٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

تنظیمی اطلاعات

حلقہ اسلام آباد میں ڈاکٹر امتیاز احمد کا بطور قائم مقام امیر تقرر

☆ امیر حلقہ اسلام آباد نے ایک سال کے لیے رخصت طلب کی ہے۔ امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 2 اپریل 2015ء میں مشورہ کے بعد ان کی درخواست منظور کرتے ہوئے ڈاکٹر امتیاز احمد کو قائم مقام امیر حلقہ کی ذمہ داری سپرد فرمائی۔

حلقہ گوجرانوالہ کی مقامی تنظیم ”سیالکوٹ شمالی“ میں خالد یعقوب کا بطور امیر تقرر

☆ ناظم حلقہ گوجرانوالہ کی جانب سے مقامی تنظیم سیالکوٹ شمالی میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 2 اپریل 2015ء میں مشورہ کے بعد خالد یعقوب کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم ”تیمر گرہ“ میں شاکر اللہ کا بطور امیر تقرر

☆ ناظم حلقہ مالاکنڈ کی جانب سے مقامی تنظیم تیمر گرہ میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 26 فروری 2015ء میں مشورہ کے بعد شاکر اللہ کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

دعائے مغفرت — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ پنجاب شمالی (النور کالونی راولپنڈی) کے مبتدی رفیق جناب سبحان اللہ کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
☆ حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم داروغہ والا حلقہ لاہور شرقی کے رفیق محمد احسان بٹ کا جواں سال بیٹا وفات پا گیا۔
☆ حلقہ کراچی شمالی (گلستان جوہر 1) کے رفیق جناب سید اعمش علی رحلت فرما گئے۔
☆ حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم چک شہزاد کے ملتزم رفیق جناب رشید احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔
☆ حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم اولڈ سٹی کے رفیق حبیب الرحمٰن شیخ وفات پا گئے۔
☆ تنظیم اسلامی بہاولپور کے رفقاء خضر منان اور علی عثمان کے نانا جان وفات پا گئے۔
☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے سابق ناظم مالیات چودھری محمود الٰہی کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
☆ تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے رفیق سید راشد عباس کے چچا وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

چین کے صدر کا دورۂ پاکستان

22 اپریل کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی:
رضاءالحق (ریسرچ سکالر، تنظیم اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: چینی صدر کے دورۂ پاکستان کے دوران ہونے والے معاہدوں کے دونوں ممالک پر کیا معاشی اثرات مرتب ہوں گے‘ خصوصاً پاکستان پر؟

ایوب بیگ مرزا: بیسویں صدی کے آغاز سے اور خاص طور پر دوسری جنگِ عظیم کے بعد دنیا نے supremacy کے حوالے سے یہ فلسفہ اختیار کیا کہ جس ملک کی معیشت مضبوط ہو گی وہی سیاسی اور عسکری لحاظ سے دوسرے ممالک کو سپر سیڈ کر سکے گا۔

سوال: یعنی اکنامک پاور ہی دنیا میں اہم کردار ادا کرے گی؟

ایوب بیگ مرزا: اس فلسفے کو عملی طور پر جس طرح چین نے اپنایا‘ دنیا کے کسی اور ملک نے اسے یوں عملی شکل نہیں دی۔

وسیم احمد: ورنہ دنیا تو انھیں نشئی قوم کے طور پر یاد کرتی تھی۔

ایوب بیگ مرزا: وہ دنیا میں ہونے والی جنگوں اور دوسرے بہت سے تنازعات سے دُور رہے۔ امریکہ نے بہت سے معاملات میں انھیں provoke کرنے کی کوشش کی‘ لیکن وہ اپنی معاشی ترقی میں لگے رہے۔ اصل میں چین نے ایک بہت بڑا پروجیکٹ بنایا ہے‘ چائنا سلک رُوٹ پروجیکٹ‘ یہ دورہ بھی اس کا حصہ تھا۔ یہ رُوٹ چین کو مشرق وسطیٰ اور روس کے ذریعے یورپ سے ملائے گا۔ فاصلے کے اعتبار سے یہ بڑا چھوٹا رُوٹ ہوگا‘ اور نتیجتاً سستا بھی‘ جس میں وقت بھی کم لگے گا۔ سلک رُوٹ کا مرکزی حصہ سنکیانگ سے گوادر تک کا زمینی راستہ ہے‘ جسے اقتصادی راہ داری (اکنامک کوریڈور) کا نام دیا گیا ہے۔ دہشت گردی اور دوسرے بہت سے مسائل کی وجہ سے پاکستان میں کافی عرصہ سے کوئی بڑی انوسٹمنٹ نہیں آئی تھی‘ جس کے سبب روزگار کے مواقع پیدا نہیں ہو رہے تھے۔ چین کی سرمایہ کاری سے پاکستان کو اصل فائدہ یہ ہوگا کہ یہاں کے لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو روزگار ملے گا۔ دوسرے‘ پاکستان کو اس راہ داری سے ٹیکس وصول ہوگا جو اربوں ڈالر میں ہوگا۔ تیسرے‘ اسی راستے سے پاکستان بھی اپنی تجارت کر سکے گا۔ چوتھے‘ ہماری لوکل انڈسٹری ترقی کرے گی۔ ان معاہدوں کے تحت پاکستان کو ٹیکنالوجی منتقل ہوگی۔ اس سے ہمارے لیے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا آسان ہو جائے گا۔ پاکستان تقریباً 3 سال میں 10400 میگاواٹ بجلی پیدا کرے گا‘ جس سے لوڈشیڈنگ پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ کل 46 ارب ڈالر کے معاہدوں میں سے 28 ارب ڈالر کے معاہدوں کا تو باقاعدہ افتتاح کر دیا

مرتب: محمد خلیق

گیا ہے۔ تھر میں کوئلے کی دو مائنز بنائی جائیں گی اور اس کوئلے سے بجلی بنے گی۔ یہ پلانٹ جدید ترین ہوں گے جن سے آلودگی کا مسئلہ کھڑا نہیں ہوگا۔ ونڈ اور سولر ذرائع سے بھی 1200 میگاواٹ بجلی حاصل کی جائے گی۔ چین نے یہ بھی طے کیا ہے کہ بعض جگہوں پر وہ غذائی اجناس کی تجارت پاکستان کے ساتھ مل کر کرے گا۔ تقریباً 51 معاہدے ہوئے ہیں‘ جن کا یقینی طور پر پاکستان کو فائدہ پہنچے گا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی چین ہماری مدد نقدی کی صورت میں نہیں کر رہا بلکہ وہ ہمیں پروجیکٹ لگا کر دے گا اور اس کی مانیٹرنگ بھی خود کرے گا۔ یعنی ایڈ نہیں دے رہا، ٹریڈ کر رہا ہے اور انوسٹمنٹ کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور ہمیں کیا چاہیے! اللہ کرے کہ یہ سب کچھ عملی طور پر بھی وہ شکل اختیار کر جائے جو اس وقت آن پیپر ہے۔ اگر واقعتاً یہ معاہدے عملی صورت اختیار کر گئے تو یہ گیم چینجر کی حیثیت رکھیں گے۔

سوال: دونوں ممالک کے درمیان طے پانے والے معاہدوں سے چین کو کیا فوائد حاصل ہوں گے‘ جبکہ بیگ صاحب نے بتایا کہ وہ ایڈ نہیں دے رہے بلکہ ٹریڈ کر رہے ہیں؟

رضاء الحق: آج سے کوئی دو سال پہلے چین نے ایک بینک کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کا نام انہوں نے ایشین انوسٹمنٹ انفراسٹرکچر بینک رکھا۔ چینی صدر کے پاکستان آنے سے پہلے تک تقریباً 57 ممالک اس بینک کے ساتھ ڈیلنگ کرنے کے لیے سائن کر چکے تھے۔ یہ بینک لوگوں کو آئی ایم ایف کا متبادل نظر آ رہا ہے۔ یہ بینک چین کے سلک رُوٹ پروجیکٹ کو نئی شکل دینا چاہ رہا ہے۔ اس وقت چین کو اپنی تجارت کے لیے جو سفر 45 دن میں کرنا پڑتا ہے وہ 10 دن میں ہو جایا کرے گا۔ اس سے چین کو ایک متبادل راستہ مل جائے گا جس کے ذریعے وہ اپنی تجارت میں اضافہ کر سکے گا۔

سوال: چینی صدر جب پچھلے سال بھارت گئے تھے تو وہاں انہوں نے ایک سو ملین کی باہمی تجارت طے کی تھی جبکہ پاکستان کے ساتھ تجارتی حجم 20 ملین ڈالر تک بڑھا دیا جائے گا۔ بظاہر تو بھارت کے ساتھ ان کی تجارت اور دوستی زیادہ لگ رہی ہے پاکستان کے مقابلے میں؟

رضاء الحق: اس کی ایک وجہ ہے۔ چین بنیادی طور پر ایکسپورٹنگ ملک ہے۔ چین کی بھارت سے درآمدات بہت کم جبکہ بھارت کو برآمدات بہت زیادہ ہیں۔ پاکستان سے چین کی درآمدات فی الحال بہت کم ہیں۔ چین انفراسٹرکچر کے سلسلے میں جو پروجیکٹ پاکستان کے اندر لگائے گا یہ 15 سال کی مدت میں مکمل ہوں گے۔ اس کے

> بھارت اور چین کے درمیان تجارت تو ہو سکتی ہے، دوستی نہیں۔

بعد پاکستان ہیومن ڈویلپمنٹ انڈکس میں تقریباً 36 ویں نمبر پر آ جائے گا تجارت کے حوالے سے بھی پاکستان کو بہت زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔ اگر آبادی اور جغرافیہ کو مدنظر رکھیں تو چین کی پاکستان اور بھارت کے ساتھ تجارت میں فرق بہرحال موجود ہے‘ لیکن دوستی کے معاملے میں معاملہ کافی مختلف ہے۔ چین اور بھارت کی دوستی کبھی بھی

نہیں ہوسکی۔ اس کی بہت ساری مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: یہ بات واقعتاً انہوں نے درست کہی ہے کہ بھارت چین دوستی ممکن نہیں ہے۔ جب چینی صدر یہاں تشریف لائے تھے‘ وزیراعظم نواز شریف نے کسی تقریب میں ایک جملہ بولا تھا‘ بھارت وہ جملہ کبھی بول ہی نہیں سکتا۔ یہ جملہ ایسا ہے جو چین کو خوش کرتا ہے۔

> **چینی صدر کے دورہ سے پاکستان امریکی اور مغربی دباؤ سے کسی قدر آزاد ہوگا۔**

ہمارے وزیراعظم نے کہا تھا: We believe in one China۔ یہی چیز چین چاہتا ہے۔ بھارت تو چین کے لیے تبت کا مسئلہ کھڑا کیا ہوا ہے۔ تنازعات کو برقرار رکھتے ہوئے بھارت اور چین کے درمیان تجارت ہوسکتی ہے‘ دوستی نہیں۔ تجارت تو امریکہ اور سوویت یونین کی بھی ہوتی تھی جب ان کی دشمنی اپنے عروج پر تھی۔ پاکستان کا چین کے ساتھ سرے سے کوئی تنازع ہے ہی نہیں!

سوال: چینی صدر کے دورۂ پاکستان سے عالمی سطح پر کیا سیاسی‘ سفارتی اور عسکری اثرات مرتب ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اس دورہ کے بعد عالمی سطح پر سیاسی اور عسکری اثرات یقیناً ہوں گے۔ مثال کے طور پر‘ پاکستان پہلے اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ کھلم کھلا یہ کہہ دیتا: We believe in one China۔ اس سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ پاکستان کا مغرب پر انحصار کم ہوگا‘ جس کے باعث پاکستان ہر وقت دبا رہتا تھا۔

سوال: یعنی پاکستان امریکہ پر جو اقتصادی اور معاشی انحصار کرتا تھا‘ وہ کم ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کی طرف سے امداد اور چین کی طرف سے امداد میں ہمارے لیے زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً 2002ء میں امریکہ نے اعلان کیا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہم پاکستان کو 31 بلین ڈالر دیں گے۔ بعد میں امداد دینے کے بجائے کہا کہ جو 31 بلین ڈالر ہم نے آپ کو دینے تھے اس میں دو تہائی تو دہشت گردی کی جنگ میں خرچ ہو گئے‘ لہٰذا وہ آپ کے حصے میں ڈال دیے گئے۔ کچھ رقم ان این جی اوز کو دے دی گئی جو پاکستان میں امریکی مفادات کا تحفظ کرتی ہیں۔ باقی امداد میڈیا ہاؤسز کو دی گئی تاکہ وہ امریکہ کی حمایت میں یہاں پر ایک مہم چلائے رکھیں۔ یوں پاکستان کی حکومت کے حصے میں شاید ایک فیصد بھی نہیں آیا۔ تو یہ طریقہ ہے امریکہ کا مدد کرنے کا۔ اس کے مقابلے میں چین کس طرح مدد کرتا ہے‘ ایک تو ان تمام پروجیکٹس کی وہ مانیٹرنگ بھی خود کرے گا اور ساتھ بھی دے گا۔ پھر اس نے ہمیں آبدوزیں دی ہیں‘ جو روایتی اور ایٹمی دونوں قسم کے ہتھیار چلا سکیں گی۔ اس کے ساتھ ہمیں Stealth طیارے دے رہے ہیں جو ریڈار پر نظر نہیں آتے۔ پھر وہ غالباً J-30 اور J-21 طیارے بھی پاکستان کو دے رہے ہیں۔ یہ وہ عملی امداد ہے جس سے پاکستان کی حیثیت دنیا پر بنے گی۔ اس طرح کی امداد سے پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہوگا اور امریکہ پر اس کا انحصار ختم ہوگا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہم نے روس سے بھی فوجی ہیلی کاپٹر لینے کا سودا کیا ہے لیکن امریکہ نے بھی یہ اعلان کر دیا ہے کہ وہ پاکستان کو عسکری استعمال کے لیے ہیلی کاپٹر دے گا۔ امریکہ اب دیکھ رہا ہے کہ پاکستان کو غیر جانبدار رکھنے کے لیے اس کی کچھ نہ کچھ حقیقی مدد کرنی پڑے گی۔ یہ دنیا میں ایک توازن قائم ہو رہا ہے۔ امریکہ تقریباً 20 سال سے پاکستان پر زور ڈال رہا ہے کہ چین کے گھیراؤ (encirclement) کی پالیسی میں بھارت کے ساتھ مل جاؤ‘ پھر تمہارے وارے نیارے ہیں لیکن پاکستان تمام مسائل کو جھیلتے ہوئے یہ قدم نہیں اٹھا رہا تھا۔ اب اس حوالے سے امریکہ پاکستان پر مزید دباؤ نہیں ڈال سکے گا۔ لہٰذا پاکستان کو مستحکم کرنا چین کے اپنے فائدے میں بھی ہے کہ وہ پاکستان کو اس گروپ بندی سے توڑے گا جس میں آ کر چین کا گھیراؤ ہونا تھا۔ پھر یہ کہ بھارت اور بہت سے ملکوں کا ایرانی بندرگاہ چاہ بہار کی طرف جو رجحان ہوا تھا‘ اس سے توجہ ہٹے گی۔

وسیم احمد: اس بندرگاہ میں امریکہ کو ہی زیادہ دلچسپی تھی۔

ایوب بیگ مرزا: گوادر کی بندرگاہ 30 سال کے لیے چین کو لیز پر دے دی گئی ہے۔ چین اس کو بہت جلد آپریشنل کر دے گا اور اس کا بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ ہر ملک کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ کسی نہ کسی انداز میں سارا یو اے ای ہی گوادر کی مخالفت کر رہا ہے۔ اس سے دنیا میں تبدیلی آئے گی۔ دنیا سمجھتی تھی ایک ہی عالمی طاقت ہے‘ اور تو کچھ ہے ہی نہیں۔ اب معلوم ہوگا کہ نہیں‘ فی الحال چھوٹی ہی سہی لیکن کسی نہ کسی درجے میں دوسری طرف بھی کوئی چیز ہے۔ چین ہے‘ روس ہے۔

سوال: چین کے ساتھ معاہدوں پر ہر محب وطن پاکستانی خوش ہے‘ لیکن پاکستان کے اور اسلام کے دشمنوں کو یہ سب ہضم نہیں ہو رہا۔ اس کو پاکستان کیسے tackle کرے گا؟

ایوب بیگ مرزا: وہ یہ ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کریں گے۔ کسی قیمت پر نہیں کریں گے۔ امریکہ‘ اسرائیل اور سارا مغرب متحرک ہوگا۔ پاکستان میں کسی نہ کسی انداز کی گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ چیزیں اب بڑھیں گی۔ ایسے میں ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں کو ہوش مندی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ جتنے معاہدے یا ایم او یوز سائن ہوئے ہیں‘ اگر ان میں سے آدھے بھی میچور ہو جائیں تو پاکستان کی قسمت بدل جائے گی۔

ایوب بیگ مرزا: ایم او یوز کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہوتی جب تک آپ اس کا تعاقب نہ کریں۔ وہ محض دستخط ہوتے ہیں‘ جو پڑے رہتے ہیں۔ لہٰذا اس وقت ہمیں بڑی ہوش مندی کی ضرورت ہے کہ واقعتاً وہ فوائد عملی طور پر حاصل کریں جو بھی آن پیپر ہیں۔

رضاء الحق: ایوب بیگ صاحب بالکل درست فرما رہے ہیں۔ ہر طرف سے پاکستان کے اوپر یلغار ہوگی‘ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی۔ اندرونی طور پر بلوچستان کی آزادی پسند تحریکیں ان پروجیکٹس کے علاقوں

> **پاکستان کو مستحکم کرنا چین کے اپنے فائدے میں بھی ہے۔**

میں بدامنی پیدا کرسکتی ہیں۔ بیرونی طور پر اگر آپ دیکھیں تو امریکہ اور مغرب کو جب بھی پاکستان کسی معاملے میں سٹینڈ لیتا ہوا نظر آئے گا تو وہ ہم پر پابندیاں لگانے سے گریز نہیں کریں گے۔ ان کی کوشش اپنی جگہ‘ حقیقت میں کیا ہوتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہمارے اوپر بہت پریشر آئے گا‘ بھارت کی طرف سے بھی اور مغربی دنیا کی طرف سے بھی۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہمارا اصل فائدہ کس چیز میں ہے!

ایوب بیگ مرزا: یہ دنیا کی بادشاہت کا معاملہ ہے۔ یورپ‘ امریکہ اور اسرائیل دنیا پر راج کر رہے تھے اور کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کے گلی محلے میں ایک بدمعاش کی

چودھراہٹ ہوتی ہے۔ اگر کوئی دوسرا اٹھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بدمعاش برداشت نہیں کرتا۔ جتنی مزاحمت وہ کرسکتا ہے' کرتا ہے۔ یہ تو عالمی بادشاہت کا مسئلہ ہے۔ اس میں مزاحمت بہت بڑی ہوگی۔ اگر دوسرے بلاک نے پاکستان کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی اور پاکستان نے سنجیدگی اختیار کیے بغیر اس طرف قدم اٹھایا تو یہ پاکستان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔

چین کے توسط سے، پاکستان اور روس کے ساتھ تعلقات بھی کافی بہتر ہوئے ہیں۔

سوال: چین جیسے دن بدن ترقی کر رہا ہے' اگر یہ مزید آگے بڑھتا ہے تو کیا دنیا ''یونی پولر'' سے ''بائی پولر'' ہوتی نظر آ رہی ہے؟ ایسی صورت میں نئی گروپ بندی کیا ہوگی؟

رضاء الحق: یہ کوئی ایسا سلسلہ نہیں ہے جو ایک یا دو دنوں میں تیار ہوا ہو۔ پچھلی صدی میں پہلی جنگ عظیم کے آغاز پر دنیا ''یونی پولر'' تھی۔ نوآبادیاتی نظام' یونی پولر ورلڈ ہی کی ایک شکل تھی' جس میں برطانیہ اور یورپ کے دوسرے ممالک کا باقی تمام دنیا پر تسلط قائم ہو چکا تھا۔ یہ صورتِ حال دوسری جنگ عظیم کے بعد تبدیل ہوئی' جب امریکہ کے سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف روس کا اشتراکی نظام سامنے آیا۔ ان دو نظاموں کے درمیان جنگ تقریباً پچاس سال تک رہی۔ 1990ء کے شروع میں سوویت یونین کے خاتمے کے بعد سے دنیا ''یونی پولر'' بن گئی جب امریکہ اور اس کے اتحادی پاور بن کے سامنے آئے۔ جب ''وار آن ٹیرر'' شروع ہوئی اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے بیانات سامنے آئے' سکیورٹی کونسل میں ان کی جانب سے قراردادیں آئیں تو روس اور چین نے محسوس کیا کہ بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو ہمیں دوبارہ encircle کرنے کے لیے کی جا رہی ہیں۔ مسلم ممالک کا مخالف تو مغرب پہلے ہی ہے۔ تو ایسا لگتا ہے کہ مسلم ممالک خاص طور پر جو ایشیا کے مشرق میں ہیں' ایک نئے اتحاد کا حصہ بن سکتے ہیں۔ چین کے ساتھ' اور اس کے ذریعے روس کے ساتھ ہمارے تعلقات کافی بڑھے ہیں۔ JF-17 طیارے کے انجن روس بناتا ہے جو ہمیں چین کے ذریعے حاصل ہوتے تھے۔ اب یہ انجن روس براہِ راست ہمیں دے رہا ہے۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ روس کے ساتھ ہماری جنگی مشقیں ہونے جا رہی ہیں۔ تو یہ ایک ایسٹ کا بلاک بنتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اس میں نیول پاور کی بھی اہمیت ہے۔ بہرحال' محسوس ہو رہا ہے کہ دنیا کا پاور سٹرکچر ''یونی پولر'' سے دوبارہ دو جگہوں پر شفٹ ہو رہا ہے۔ ابھی وہ ایک متوازن صورت میں تو نہیں ہے لیکن اتنا کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان' چین' وسطی ایشیائی ریاستیں اور روس اس کا حصہ ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کون کون شامل ہوں گے' یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا!

سوال: مستقبل کی متوقع تبدیلیوں میں مشرق وسطیٰ اور پوری امت مسلمہ کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: جو حالات بنتے نظر آ رہے ہیں' ان میں کردار تو بہت اہم بنتا نظر آتا ہے۔ تاہم' ایک مسئلہ ہے کہ اس وقت دنیا میں سیاسی' عسکری سمیت ہر قسم کی طاقت کی بنیاد معیشت ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے عرب بھائیوں نے اس جانب کوئی توجہ ہی نہیں دی۔ انہوں نے اپنی معاشی طاقت کو سیاسی' اقتصادی اور عسکری قوت میں تبدیل ہی نہیں کیا۔ پاکستان نے مختلف اوقات میں عربوں کو یہ پیشکش کی تھی کہ ہم آپ کے علاقے میں انڈسٹری لگاتے ہیں' لیکن وہ اس بات کو نہیں مانے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ ان کی توجہ بلند و بالا عمارات کی طرف ہے' سمندر کے نیچے ہوٹل بنانے کی طرف ہے لیکن صنعتیں لگانے خاص طور پر دفاعی صنعت کی طرف قطعی طور پر نہیں ہے۔ اس کے برعکس' پاکستان معاشی طور پر کمزور ہونے کے باوجود کسی نہ کسی حد تک عسکری حوالے سے بہت مضبوط ہوا ہے۔

اصل میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نہ صرف قومی سطح پر بلکہ امت مسلمہ کے لیے بھی اس بات پر غور کریں کہ ہماری حقیقت کیا ہے' ہمیں کرنا کیا ہے' ہمارا بچاؤ اور ہماری نجات کس میں ہے! ایک مسلمان کے لیے یہ دنیا صرف دنیا نہیں ہوتی' اس کی نظر میں یہ دنیا بھی ہے اور آخرت بھی۔ اگر ہم اپنا motto یہ بنالیں کہ دنیا میں اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے ترقی کریں گے تو ہم دنیا میں بھی ایک قوت بنیں گے اور ان شاء اللہ ہماری آخرت بھی سنور جائے گی۔ لہٰذا کرنے کا کام یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ فائدہ حاصل کر کے ہم اپنی معاشی طاقت کو بڑھائیں۔ دوسری طرف ہمیں اس بات کی بھی شدید ضرورت ہے' خاص طور پر پاکستان کو کیونکہ عرب ممالک تو اس طرف توجہ دیتے نہیں لگتے' کہ ہم اپنے نظریے کی طرف لوٹیں۔ نظریۂ پاکستان کی عملی تکمیل کی طرف اگر پاکستان بڑھتا ہے تو پھر ہمارا مستقبل بہت روشن ہوگا۔ پاکستان عسکری اور معاشی طور پر بہت مضبوط ہونے کی وجہ سے کسی پر dependent نہیں ہوگا۔ پھر اس کو کوئی ڈکٹیشن حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کوئی اس کو یہ نہیں کہہ سکے گا کہ ہم تمہیں پتھر کے دور میں پہنچا دیں گے۔ یہ صورت اسی طرح ممکن ہے کہ ہم دونوں طرف دیکھیں۔ دنیا کے ساتھ ہم اپنی آخرت کی بھی

معاشی طاقت میں اضافے کے ساتھ ہمیں اپنے نظریے کی طرف لوٹنے کی بھی اشد ضرورت ہے

فکر کریں۔ اگر ہم نظریاتی طور پر مستحکم ہوں گے تو اسی میں ہمارا بھلا ہے۔ اگر ہم نے اپنے نظریے کو چھوڑ دیا تو کسی نہ کسی انداز میں سوویت یونین والا معاملہ شاید ہمارا بھی ہو کہ ایٹمی ہتھیار پڑے کے پڑے رہ جائیں گے اور ہم ایک مفتوح ملک کی حیثیت رکھیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم دنیاوی اور اُخروی دونوں پہلوؤں کو مضبوط کریں۔ پھر پاکستان واقعتاً ایک اسلامی فلاحی ریاست بنے گا اور امت مسلمہ کو لیڈ کرے گا۔ دنیا میں ایک بار پھر نظام خلافت قائم ہوگا!

قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ ہمیں اپنی بیٹی، عمر 25 سال، خوش شکل، تعلیم یافتہ، سماعت سے محروم کے لیے تعلیم یافتہ، برسر روزگار سماعت سے محروم لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات برادری کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0423-7491609 0322-4567900

☆ بیٹیاں، عمر 24 سال، تعلیم ایم اے اور عمر 22 سال، تعلیم بی ایس کے لیے دینی رجحان کے حامل تعلیم یافتہ برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0333-4191682 0300-4373699

ممتاز قادری کیس میں عدالتی فیصلے کا جائزہ
کتاب وسنت کی روشنی میں

2

علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری
ناظم اعلیٰ، جامعہ اسلامیہ، لاہور

"اس دور میں (یعنی بدر کے بعد) گستاخوں کو حضور ﷺ کے حکم / فیصلوں پر قتل کرنے اور حضور ﷺ کی طرف سے گستاخوں کو قتل کرنے کے فعل کی تصویب کی مثالیں ملتی ہیں لیکن پہلے ہی یہ بات نوٹ کی گئی ہے کہ یہ وہ دور تھا جب اسلامی ریاست یہودیوں کے ساتھ حالت جنگ میں تھی جنہیں مدینہ سے نکال دیا گیا تھا اور وہ صرف حضور ﷺ کی توہین کے جرم کے مرتکب نہیں تھے بلکہ وہ ریاست مدینہ کے باغی بھی تھے۔ اس گفتگو کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اپیل کنندہ کا فعل قتل حضور ﷺ کے ان فیصلوں اور توہین رسالت کے مسئلہ پر اسلامی قانون کی رو سے مبنی بر جواز نہیں ہے۔" (Page:50 of the Judgement Dt. 09/03/2015)

فاضل جج صاحبان کا یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ غازی صاحب کا اقدام توہین رسالت کے مسئلہ پر اسلامی قانون کی روشنی میں مبنی بر جواز نہیں، یہ ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے توہین رسالت کے مسئلہ کو اسلامی قانون کی روشنی میں سمجھنے کے حوالے سے ادنیٰ تامل بھی نہیں کیا اور نہ ہی غازی صاحب کے معاملے پر اس کا درست اطلاق کیا ہے۔ اسلامی قانون، توہین رسالت کے حوالے سے مسلم اور غیر مسلم کو الگ الگ سطح پر رکھتا ہے۔ مسلمان جب گستاخی کرتا ہے تو وہ مرتد خاص بن جاتا ہے جبکہ غیر مسلم تو پہلے ہی دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ اگر وہ غیر مسلم کسی اسلامی ریاست کا رہائشی نہیں تو ظاہر ہے کہ اسے ماورائے قانون انفرادی طور پر ہی مارا جا سکتا ہے بشرطیکہ کسی کو اس پر قدرت حاصل ہو جائے جبکہ اسلامی ریاست کے غیر مسلم کو سزا دینے کے لیے ضروری ہے کہ یا تو وہ معتاد مجرم ہو یا گستاخی کا اعلانیہ اظہار کر رہا ہو۔

یہاں عدالت کے پیش نظر معاملہ ایک گستاخ مسلمان کا تھا لیکن مکی اور مدنی دور کے جن واقعات کا انہوں نے فیصلے میں ذکر کیا ہے وہ غیر مسلم گستاخوں کے تھے۔ مسلمان گستاخ کا معاملہ تو بالکل واضح ہے۔ گستاخی کی صورت میں وہ ارتداد خاص کے باعث مباح الدم ہو جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ زندیق کی طرح ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے معاملہ میں اسلامی ریاست کا حالت جنگ میں ہونا یا نہ ہونا یا اس کا مرکب جرائم کا مرتکب ہونا یا نہ ہونا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا، چہ جائیکہ ان فرضی بنیادوں کا اطلاق اس پر کر کے واضح اسلامی قانون کو مسخ کرنے کی کوشش کی جائے۔ فرضی بنیادیں اس لیے کہا ہے کہ فیصلے میں کعب بن اشرف کے قتل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو یہودی قبیلہ بنونضیر کا سردار تھا لیکن اس قبیلے کے ساتھ حضور ﷺ نے معاہدہ فرما رکھا تھا اور ریاست مدینہ ہرگز اس قبیلے کے ساتھ حالت جنگ میں نہیں تھی اور نہ ہی حضور ﷺ نے ان کی طرف لشکر کشی کا حکم دیا اور نہ ہی اس قبیلے کے کسی دوسرے فرد کی طرف کسی کو قتل کرنے کے لیے روانہ فرمایا بلکہ بطور قبیلہ تو ان کے ساتھ معاہدہ تھا۔ اگر اسلامی ریاست ان کے ساتھ حالت جنگ میں ہوتی تو کیا حضور ﷺ حضرت مسلمہ بن محمد کو اس کے قتل کی مہم پر روانہ فرماتے اور کیا قبیلہ بنونضیر کا وفد اس کے قتل کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپؐ سے یہ شکایت کرتا کہ ان کے سردار کو دھوکے سے مار دیا گیا ہے؟ اسی طرح یہ بھی ایک فرضی بنیاد ہے کہ کعب بن اشرف کو اس کے مرکب جرائم کی وجہ سے مارا گیا۔ حضور ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے اس کو مارنے کی وجہ کو دوٹوک انداز میں بیان فرما دیا ہے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

من لکعب بن الاشرف فانہ اذی اللہ و رسولہ،

"کعب بن اشرف سے کوئی نمٹے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔" (صحیح بخاری رقم)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کعب بن اشرف کے جرائم بلاشبہ مرکب تھے لیکن آپؐ نے ان پر اسے قتل کرنے کا فیصلہ نہ فرمایا بلکہ اس کو قتل کرنے کا سبب صراحتاً اپنی زبان اقدس سے بیان فرما دیا کہ وہ ہجو گوئی کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتا تھا یعنی گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بعد بھی یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے مرکب جرائم پر اسے سزا دی، یہ ارشاد نبوی ﷺ پر تجاوز ہے۔ اگر مرکب جرائم پر آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا تو پھر تو یہ بات لازم آئے گی کہ اگر کوئی گستاخ مرکب جرائم کا مرتکب ہو گا تو اسے سزا دی جا سکے گی۔ یہ بات عدالت کے سوچنے کی تھی کہ تو پھر اس قانون کا کیا ہو گا جسے 295-C کہتے ہیں؟ جسے خود عدالت نے درست مانا ہے اور واضح طور پر یہ تسلیم کیا ہے کہ گستاخی رسول کی سزا موت ہی ہے۔ گویا یہ دلیل تو خود ان کے موقف کے خلاف بھی جاتی ہے اور ان کے فیصلے میں ایک واضح تضاد کی نشان دہی کرتی ہے۔

رہ گئی یہ بات کہ حضور ﷺ نے اس کے مرکب جرائم کی بنا پر اسے قتل کرنے کا حکم صحابہ کرامؓ کو دیا تھا تو اس سے یہ بات کہاں ثابت ہوتی ہے کہ محض اہانت رسول ایسا جرم نہیں ہے کہ جس پر اس کے مرتکب کو قتل کیا جائے گا؟ مثلاً اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو قتل کرتا ہے تو قصاصاً قتل کیا جائے گا، اگر وہ اپنے انجام کو دیکھتے ہوئے مزید پندرہ بیس افراد کو قتل کر دیتا ہے یا ڈکیتی اور چوری کی وارداتیں کرتا ہے تو بھی اسے موت کی سزا دی جائے گی تو اس سے یہ نتیجہ کیسے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسے موت کی سزا پہلے شخص کے قتل کے قصاص کے طور پر نہیں دی گئی بلکہ وہ مرکب جرائم کا مرتکب تھا اس لیے یہ سزا دی گئی؟ ان کی یہ منطق اس لیے بھی درست نہیں کہ خود شارع علیہ السلام نے ان مرکب جرائم کے مرتکب بدبختوں کو قتل کرنے کی اصل علت کو واضح فرما دیا ہے جیسا کہ ہم نے صراحت کے ساتھ اوپر ذکر کر دیا ہے۔ زبان نبوت سے اس تصریح کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کعب بن اشرف کے قتل کے اسباب کی کوئی بھی توجیہہ اس فرمان نبوی سے ہٹ کر کرے۔

پھر ہمیں یہ بھی جائزہ لینا چاہیے کہ کعب بن اشرف کے جن مرکب جرائم کا ذکر کیا جاتا ہے کیا وہ اذیت رسول ﷺ پر ہی منتج نہیں ہوتے؟ جیسے کعب بن اشرف کا

حضورﷺ سے سخت عداوت رکھنا، آپؐ کی شان اقدس میں ہجو یہ اشعار کہنا، آپؐ ہی کی عداوت میں مشرکین مکہ کو حضورﷺ کے خلاف اشتعال دلانا، بدر میں جہنم واصل ہو جانے والے مشرکین مکہ کے دردناک مرثیے کہہ کہہ کر مشرکین مکہ کے سرداروں کو انتقام لینے کے لیے ابھارنا اور حضورﷺ کے قتل کی سازش کرنا، دراصل ایسے امور ہیں جس سے اذیت رسول کا ہی جرم نمایاں ہوتا ہے۔ اسی طرح کعب بن اشرف سے منسوب یہ جرم کہ وہ مسلمان عورتوں کے خلاف نہایت گندے اور عشقیہ اشعار کہتا تھا، بلاشبہ قابل مذمت ہے لیکن اس سے اس کے قتل کا جواز بہرحال میسر نہیں آتا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر وہ اپنی مذکورہ سازشی سرگرمیاں ریاست مدینہ کے اندر رہ کر سرانجام دیتا تو اسے حرابہ کے تحت سزا دی جاسکتی تھی لیکن مدینہ منورہ سے باہر مکہ مکرمہ میں جا کر مشرکین مکہ کو انتقام کے لیے ابھارنا ایسا فعل نہیں ہے جو صرف کعب بن اشرف سے ہی منسوب ہو کیونکہ انتقام کی آگ تو ان تمام مشرکین مکہ کے سینے میں بھی لگی ہوئی تھی جن کے سردار اور قریبی رشتہ دار بدر میں جہنم واصل ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے تو اپنے انتقام کی آتش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے وحشی کو نیزہ بازی کی تربیت دینے کا خصوصی اہتمام کیا اور اس کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ آئندہ جنگ میں حضرت حمزہؓ کو قتل کرے گا۔ چنانچہ غزوۂ احد میں وحشی کے ہی ہاتھوں حضرت حمزہؓ کی شہادت ہوئی لیکن اس کے باوجود حضورﷺ نے وحشی کو معاف کرتے ہوئے اسے اسلام میں داخل فرما لیا حالانکہ کعب بن اشرف کا مشرکین مکہ کو انتقام کے لیے ابھارنا وحشی کے اس اقدام سے زیادہ سنگین نہیں تھا جو اس نے حضرت حمزہؓ کو نشانہ بنانے کے لیے بھرپور تیاری کی صورت میں کیا اور بالآخر احد میں وہ اپنے اس منصوبے میں کامیاب ہو گیا۔ تو پھر کیا وجہ تھی کہ حضورﷺ نے کعب بن اشرف کو تو سزاوار قتل قرار دیا اور وحشی کو معاف فرما دیا اور اسے داخل اسلام بھی فرما لیا؟ اس کا واضح سبب یہ ہے کہ وحشی کعب بن اشرف کی طرح شاتم رسول نہیں تھا اور نہ اس نے حضورﷺ کو حالت امن میں کوئی ایذا پہنچائی تھی۔ حالت جنگ میں اگرچہ اس کا حضرت حمزہؓ کو شہید کرنا آپﷺ کے لیے باعث اذیت تھا لیکن جنگ میں کسی مشرک کا کسی مسلمان کو شہید کرنا ایک ایسا فعل ہے جس پر اس نوع کی اذیت کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا جو معمول کے حالات میں کسی کے عمل سے پہنچتی ہے۔ جنگیں تو لڑی ہی اسی لیے جاتی ہیں کہ مخالف کو زیادہ سے زیادہ اذیت دی جائے۔ لہٰذا باہم مخالف و متحارب ہونے کی صورت میں اذیت پہنچانے اور عام حالات میں اذیت پہنچانے میں فرق ہے یہی وجہ ہے کہ حضورﷺ نے وحشی کے حالت جنگ کے اقدام کو درگزر فرمایا اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کی علت بھی واضح فرما دی کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ کو اذیت دی ہے۔ چنانچہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ کعب بن اشرف کو قتل کروانے کا سبب وہ مرکب جرائم نہیں تھے جن کا تذکرہ عدالت نے کیا ہے بلکہ اصلاً اس کے قتل کا سبب حضورﷺ کو ایذا پہنچانا ہی تھا۔ واقدی نے اسناد کے ساتھ حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے:

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد یہودیوں اور ان کے طرفدار مشرکوں پر دہشت طاری ہو گئی اور وہ صبح ہوتے ہی حضورﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے سردار پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا گیا، ہمیں اس کے کسی جرم کی خبر نہیں۔ یہ سن کر حضورﷺ نے فرمایا:

انہ لو قر کما قر غیرہ ممن ھو علی مثل رایہ، ماغتیل ولکنہ نال منا الاذی، وھجانا بالشعر ولم یفعل ھذا احدمنکم الا کان لہ السیف۔

(المغازی 72/1، دارالکتب العلمیہ بیروت)

”اگر وہ دوسرے یہودیوں کی طرح معاہدے کی پاسداری کرتا تو کوئی اسے دھوکے سے قتل نہ کرتا لیکن اس نے ہمیں اذیت دی اور اشعار کے ذریعے ہماری ہجو گوئی کی اور اگر تم میں سے کوئی بھی ایسی حرکت کرے گا تو وہ تہ تیغ کیا جائے گا۔“

یہودیوں اور حضورﷺ کے درمیان اس مکالمہ میں یہودیوں نے یہ عرض کی کہ ہمیں کعب بن اشرف کے کسی جرم کی خبر نہیں۔ اس کے جواب میں حضورﷺ نے اس کے تفصیلی جرائم کا ذکر کرنے کی بجائے صرف اس کے ایک جرم کی نشان دہی فرمائی جسے حضورﷺ نے یہودیوں کے سوال کے جواب میں کعب کے سبب قتل کے طور پر بیان فرمایا۔ اس کا یہ جرم اشعار کے ذریعے حضورﷺ کی ہجو گوئی کرنا اور حضورﷺ کو اذیت پہنچانا تھا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضورﷺ نے کعب کے مکہ جانے اور وہاں سے واپس مدینہ آنے پر اس کے عہد کے ٹوٹنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ اس کا سبب اس کے وہ اشعار تھے جو اس نے مدینہ واپس آ کر حضورﷺ کی ہجو میں پڑھے۔ چنانچہ شیخ ابن تیمیہ اس حدیث شریف کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ واقدی نے اپنے شیوخ سے لکھا ہے:

حدیث کے یہ الفاظ اگر وہ (کعب) دوسروں کی طرح معاہدہ کی پاسداری کرتا تو دھوکے سے نہ قتل ہوتا، اس نے ہمیں اذیت دی اور اشعار کے ذریعے ہماری ہجو گوئی کی اور تم میں سے جو بھی اس حرکت کا مرتکب ہو گا تہ تیغ کیا جائے گا۔ اس بارے میں نص ہے کہ ہجو گوئی کی وجہ سے ابن اشرف کا عہد ٹوٹ گیا تھا اور معاہدین میں جس نے اس فعل کا ارتکاب کیا وہ تلوار کا مستحق ہو گیا۔ حدیث جابر جو دو طریقوں سے مسند ہے وہ ہمارے بیان کردہ دلائل کے موافق ہے اور عمدہ دلیل ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کعب جب مکہ مکرمہ گیا اور لوٹ کر مدینہ آیا تو حضورﷺ نے مسلمانوں کو اس کے قتل کا حکم نہ دیا بلکہ جب اس کی طرف سے ہجو گوئی کی خبر پہنچی تو قتل کا حکم دیا اور اصول یہ ہے کہ حکم حادث کی نسبت سبب حادث کی طرف کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہجو گوئی اور اذیت جو مکہ سے لوٹنے کے بعد ظہور پذیر ہوئی وہ نقض عہد اور قتل کعب کا سبب بن گئی۔ (الصارم المسلول 154/2)

فاضل جج صاحبان نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہودیوں کو مدینے سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ یہ بھی حقائق کے منافی ہے کیونکہ یہودیوں کے تینوں قبیلے پہلے ہی مدینہ کے آس پاس آباد تھے، ان میں سے کوئی بھی قبیلہ مدینہ کے اندر آباد تھا ہی نہیں کہ اسے مدینہ سے باہر نکالنے کی حاجت ہوتی۔ ان میں قبیلہ بنو قینقاع و بنو نضیر اور بنو قریظہ شامل تھے۔ حضورﷺ نے مدینہ تشریف آوری کے بعد تینوں سے معاہدہ فرمایا تھا۔ ہاں کچھ یہودی انفرادی طور پر مدینہ میں موجود تھے جن میں ایک ابو عفک بھی تھا جسے گستاخانہ قصیدہ لکھنے کی پاداش میں قتل کیا گیا تھا۔ ایک اور یہودی ابو رافع کو بھی قتل کیا گیا اور خود زبان نبوت نے تصریح فرمائی کہ اسے رسول اللہﷺ کو ایذا دینے اور آپؐ کے دشمنوں کی مدد کرنے کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ تفصیلات بخاری کی کتاب المغازی میں ملاحظہ ہوں۔ الغرض کسی بھی یہودی کا قتل نہ کیا گیا مگر اس صورت میں کہ اس نے حضورﷺ کو ایذا پہنچائی، لہٰذا مرکب جرائم پر سزا دینے کا فیصلہ ایک خودساختہ مفروضہ ہے جو ان حقائق سے کوسوں دور نظر آتا ہے جو خود زبان نبوت نے صراحت کے ساتھ بیان فرمائے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جن یہودی گستاخوں کا قتل ہوا وہ حضورﷺ کے صریح حکم پر ہوا۔ ان

تمام معاملات میں آپؐ نے کسی گستاخ کو انفرادی طور پر قتل کرنے والے کے فعل کی تصویب نہیں فرمائی جبکہ عدالت میں معاملہ ایک گستاخ کو ماورائے قانون قتل کرنے اور اس کے فعل کی تصویب کا زیر بحث تھا۔ اگر مرکب جرائم کا مفروضہ درست بھی مان لیا جائے تو فاضل جج صاحبان نے اس خودساختہ اصول کا اطلاق ایک ایسے مسلمان گستاخ پر کیونکر کر دیا جسے ماورائے قانون قتل کیا گیا تھا۔ پھر فاضل عدالت نے اس حوالے سے ایک اور تاویل کا سہارا بھی اپنے فیصلے میں لیا ہے، ملاحظہ ہو:

”پہلے ہی یہ بات مشاہدہ میں آ چکی ہے کہ گستاخوں کو قتل کرنے کے وہ واقعات جن کی حضور ﷺ نے تصویب فرمائی ان کا تعلق اس دور سے ہے جس دور میں اسلامی ریاست اپنے دشمنوں سے جنگ لڑ رہی تھی اور اس کا مقصد جزیرہ نمائے عرب میں اس کی بنیادوں کو مستحکم کرنا تھا۔“ (page 61 of the judgement dt.09-03-2015)

ازخود اقدام کر کے شاتمین کو قتل کرنے کے جتنے بھی واقعات کتب احادیث وسیرت میں ملتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایک واقعہ ایسا نہیں ہے جو حالت جنگ سے متعلق ہو اور جن واقعات کو بطور خاص عدالت نے حالت جنگ کے ساتھ منسلک کرنے کی کوشش کی ہے جیسے یہودی سردار کعب بن اشرف، ابورافع اور ابوعفک وغیرہ کا قتل تو یہ وہ ملعونین ہیں جنہیں حضور ﷺ نے اپنی زبان نبوت سے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ لہٰذا یہ بے بنیاد مفروضہ بھی دم توڑ جاتا ہے۔ البتہ مزید وضاحت کے لیے ہم یہ عرض کیے دیتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروقؓ نے اس شخص کو مارا جو حضور ﷺ کے فیصلے پر چون وچرا کر رہا تھا تو اس وقت اسلامی ریاست کس کے ساتھ حالت جنگ میں تھی؟ جب ایک صحابی نے اپنے شاتم والد کو قتل کیا اور حضور ﷺ پر یہ قتل گراں نہ گزرا تو اس وقت اسلامی ریاست کس کے ساتھ جنگ میں مشغول تھی؟ جب حضرت عبیدہ بن جراحؓ نے اپنے شاتم والد کو قتل کر ڈالا اور آپ ﷺ نے انہیں اس پر سزا دینا تو درکنار ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہ فرمایا تو اس وقت اسلامی ریاست کس کے ساتھ صف آراء تھی؟ جب حضرت عمیر بن عدیؓ نے قبیلہ خطمیہ کی اسماء بنت مروان کو مارا تو حضور ﷺ نے یہ کہہ کر ان کی تحسین فرمائی کہ اسے اندھا نہ کہو بلکہ یہ بصارت والا ہے تو اس وقت اسلامی ریاست کو کون سا معرکہ درپیش تھا؟ (جاری ہے)

(اس مضمون کا پہلا حصہ شمارہ 15 میں شائع کیا گیا۔)

کیا اپنا حال پوچھو ہو!

گیاہِ ضعیف

کراچی کی صورت حال دیکھ کر میر تقی میر کے وہ اشعار یاد آتے ہیں جن میں انہوں نے دہلی کا مرثیہ پیش کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا:

کیا اپنا حال پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دہلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
اس کو عدو نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

کراچی بھی کبھی ایک شہر انتخاب تھا۔ یہ وہ شہر تھا جسے نہ صرف قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے یہاں آنے والوں نے اپنی رہائش کے لیے منتخب کیا تھا بلکہ پاکستان کے ہر شہر سے لوگ یہاں کھنچے چلے آتے تھے۔ یہ ایک میٹروپولیٹن شہر تھا جہاں روزگار کے وسیع مواقع میسر تھے۔ یہ منی پاکستان کہلاتا تھا کیونکہ یہاں وطن عزیز کے ہر صوبے کے لوگ رہتے تھے۔ یہ روشنیوں کا شہر کہلاتا تھا جہاں کی راتیں جاگتی تھیں۔ یہ پاکستان کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز بھی رکھتا تھا۔

اس شہر کو پہلا دھچکا اس وقت لگا جب ملک کی پہلی فوجی حکومت نے دارالحکومت کو اسلام آباد منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ انہی کا دور تھا جب ملک میں Son of the soil کا قانون نافذ کیا گیا۔ اس کے ذریعے یہاں کے ان باسیوں کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ڈالی گئی جنہوں نے برصغیر کے اقلیتی صوبوں کے رہائشی ہونے کے باوجود نہ صرف تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا بلکہ قیام پاکستان کے بعد اپنا سب کچھ اس دیار میں چھوڑ کر پاکستان ہجرت کی۔ دوران ہجرت انہیں کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا، کتنے افراد شہید ہوئے، کتنی عصمتیں لٹیں، یہ تو وہی بہتر جانتے ہیں۔ انہیں اس کا ادراک کیسے ہو سکتا ہے جو ایک صبح اٹھے تو انہوں نے اپنے علاقے کو پاکستان میں پایا۔ اس کے بعد کوٹا سسٹم نافذ ہوا جو میرٹ کے قتل کا ایک تیز دھار آلہ بنا۔ اس کے پیچھے فلسفہ یہ تھا کہ سندھ کے دور دراز کے لوگوں کو ملازمت میں زیادہ حصہ ملنا چاہیے کہ وہ بوجوہ تعلیم کے میدان میں پیچھے رہ گئے تھے۔ آج اس کوٹا سسٹم کا فائدہ بھی سندھ کے وڈیروں کی اولاد ہی حاصل کر رہی ہے۔ سندھ کے غریب عوام اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا پا رہے ہیں۔

اس شہر کا ایک بڑا قصور یہ تھا کہ ہر ظالم حکومت کے خلاف احتجاجی تحریکیں یہیں سے اٹھیں۔ لہٰذا اس کی کاٹ کے لیے ضیاء الحق کے دور میں یہاں ایم کیو ایم کی بنیاد رکھی گئی۔ اس نے مہاجروں کی محرومیوں کو اپنی سیاست کی بنیاد بنایا۔ جہاں لوگ اخوت اور بھائی چارے کے ماحول میں رہ رہے تھے، ان میں لسانی بنیادوں پر عصبیتیں پیدا کی گئیں۔ ایم کیو ایم کے مقابلے میں پنجابی پختون اتحاد قائم کیا گیا اور پھر اس شہر کے باسیوں کی بدنصیبی کا آغاز ہوا۔ شہر میں لسانی فسادات شروع ہوئے جنہیں مہاجر پٹھان، مہاجر بلوچ اور مہاجر سندھی فسادات کے نام دیئے گئے۔ ایک عام انسان بھی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ ان لسانی گروہوں کے درمیان جو کل تک باہمی اخوت کے جذبے سے مالا مال تھے، یہ فسادات ہوئے نہیں بلکہ دیدہ ودانستہ کروائے گئے۔ ہاں اس سازش کی پشت پر کون سے عناصر کارفرما تھے وہ عام انسانوں کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔

ایم کیو ایم کو شہریوں کی طرف سے بھاری مینڈیٹ حاصل ہے لیکن اس مینڈیٹ سے عام آدمی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا، البتہ اسے ہر دور میں اقتدار میں رہنے کے مواقع ضرور میسر آئے۔ اصل میں یہ ہیوی مینڈیٹ ان کے لیے وبال جان ہے۔ بڑی پارٹیوں کی مجبوری یہ ہے کہ وہ اقتدار میں رہنے کے لیے ایم کیو ایم کی حمایت ضروری سمجھتے ہیں۔ اِن کی مجبوری یہ ہے کہ اگر یہ بڑی پارٹیوں کا ساتھ نہ دیں تو اُن کے انتقام کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ لہٰذا روٹھنے اور ماننے منانے کا ڈراما جاری رہتا ہے۔ بڑی پارٹی ان کو قابو میں رکھنے کے لیے دوسری پارٹیوں کا تعاون حاصل کرتی ہے۔ ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ جس کے نتیجے میں ٹارگٹ کلنگ کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ گویا کہ سیاسی پارٹیوں کی یہ ادا ٹھہرتی ہے اور عوام کی جان پر بنی رہتی ہے۔ بھتہ ایک پارٹی لے تو دوسری کب پیچھے رہ سکتی ہے۔ اغوا برائے

تاوان کے ذریعے اگر ایک پارٹی پیسے بنائے تو دوسری پارٹیاں کب ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ سکتی ہیں۔ جب لوگوں کی جان و مال محفوظ نہ ہو تو وہ کس طرح سکھ کا سانس لے سکتے ہیں۔ کاروباری تو کاروباری ہوتا ہے، وہ اپنا گھاٹا کسی صورت برداشت نہیں کرتا لہٰذا وہ اپنے کارخانے بند کرتا ہے اور ان ملکوں کو سدھار جاتا ہے جہاں وہ سکون کے ساتھ اپنا کاروبار جاری رکھ سکے۔ کراچی جو پاکستان کا معاشی حب ہے وہ ٹھپ ہو چکا ہے۔ پیشہ ور لوگ جب جرائم پیشہ لوگوں کا نشانہ بننے لگیں تو وہ بھی ملک سے سدھار جاتے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر حضرات ہی نہیں اور بھی کئی طبقے نمایاں ہیں۔ برین ڈرین تیزی کے ساتھ ہو رہا ہے۔

مہاجر برادری ایک تعلیم یافتہ اور باشعور برادری سمجھی جاتی تھی۔ اب ملک بھر میں گھوم جائیں، اس برادری کے بارے میں منفی ریمارکس ہی سننے کو ملتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کے امتحانات کے نتائج دیکھ لیں۔ لڑکیاں ہی آگے بڑھتی نظر آتی ہیں۔ آپ جو یہ عجیب عجیب نام سنتے ہیں مثلاً بھورا، کنکٹا، لنگڑا، پہاڑی وغیرہ یہ پولیس والوں کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ نوجوانوں کے ہاتھوں میں جب اسلحے تھما دیئے جائیں تو وہ پڑھائی کی طرف کیوں مائل ہوں۔ وہ پڑھ کر بیروزگاری کا سامنا کرنے یا کلرکی وغیرہ کرنے کی بجائے جرائم میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ پولیس والوں کے ہتھے چڑھ جائیں تو وہ مذکورہ نام رکھ دیتے ہیں۔ پھر یہ نئے مجرم وارداتوں کے سلسلوں میں لگا دیئے جاتے ہیں۔ نوجوانوں کو عجیب عجیب نعرے دیئے جاتے ہیں۔ ہمیں منزل نہیں، رہنما چاہیے۔ قائدین ان نوجوانوں کو کراچی کی وادی تیہہ میں گزشتہ چالیس سال سے بھٹکاتے پھر رہے ہیں۔ اب نوجوانوں میں کسے اتنی ہمت ہے کہ وہ پوچھے کہ تم نے ہمیں گزشتہ چار دہائیوں میں دیا کیا۔ ان کے دماغ میں تو یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ ہمیں منزل نہیں رہنما چاہیے۔ ایک خاص طریقے سے نوجوانوں کے دلوں میں ایک ساٹھ سالہ بوڑھے کی محبت بٹھا دی گئی ہے کہ اسے یہ نعرہ لگانے میں مزا آتا ہے کہ ''ہم نہ ہوں، ہمارے بعد الطاف الطاف۔'' دیواروں پر کچھ عرصے بعد آپ کو یہ لکھا ہوا ملے گا کہ ''ہمارا لیڈر صرف الطاف'' اور اس کے آگے تاریخ تحریر لکھی ہوئی ہوگی۔ وقفے وقفے سے قائد اپنی قیادت سے دستبرداری کا اعلان کرتا رہتا ہے تاکہ اپنے پیروؤں سے اپنی قیادت کی تجدید کرواتا رہے۔ چند افراد کو بزرگ کمیٹی میں شامل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ صرف نوجوان ہی نہیں بزرگ حضرات بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ بزرگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ہزیمت اٹھانے سے خاموشی ہی کو بہتر سمجھتے ہیں تاکہ بزرگی کا بھرم قائم رہے۔

جو لوگ اس جماعت کو وجود میں لانے کا باعث بنے تھے انہیں یہ احساس ہو چکا ہے کہ ان کا پیدا کردہ جن بوتل سے باہر آ چکا ہے اور اسے بہتر مضبوط تر بوتلیں مہیا ہو چکی ہیں۔ لیکن وہ اس جن سے دستبردار بھی ہونا نہیں چاہتے۔ لہٰذا وہ گاہے بگاہے آپریشن کا ڈھونگ رچاتے رہتے ہیں جس سے اس جماعت کو مزید تقویت ملتی ہے بلکہ بعض لوگوں کا خیال تو یہ ہے کہ یہ ساری ملی بھگت ہے۔ جب محسوس ہوتا ہے کہ اس کا گراف نیچے آ رہا ہے، آپریشن شروع ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں گراف پہلے سے زیادہ بلند ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

ہمارے تمام مسائل کا چاہے ان کا تعلق کراچی سے ہو، قبائلی علاقوں سے ہو یا کہیں اور سے، ایک ہی علاج ہے۔ اگر لوگوں کو ان کی دہلیز پر انصاف مہیا ہو جائے تو معاشرے کا سارا فساد خود بخود ختم ہو جائے گا۔ عدل کی ضمانت صرف اس نظام کے قیام میں ہے جو اس عادل ہستی نے ہمیں دیا ہے جس کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک العدل ہے۔ اس نظام کا قائم ہونا ایسا کوئی مشکل کام نہیں۔ پاکستان میں ایسی جماعتیں موجود ہیں جو اپنے وابستگان کو درست انداز میں استعمال نہیں کر رہی ہے یا کم از کم نامکمل کاموں میں ان کی توانائیاں ضائع کر رہی ہیں۔ اسلامی جماعتیں جو کیکر کے درخت سے انگور پیدا ہونے کی توقع رکھتی ہے۔ یعنی اس جمہوریت کے بطن سے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں سوائے نام کے وہ انتخابی سیاست چھوٹ نہیں سکتی۔ تبلیغی جماعت جو معاشرے کے گمراہ لوگوں کو مذہب کی طرف راغب کرنے کے لیے دن رات کوشاں ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ لوگوں کو سینماؤں سے نکال کر مساجد میں داخل کرتی ہیں لیکن دین کے محدود تصور کی وجہ سے اقامت دین کے پہلو سے صرف نظر ہو جاتا ہے۔ ایم کیو ایم محض دنیوی حقوق کی جدوجہد میں نوجوانوں کو لگائے ہوئے ہیں جبکہ ان کی توانائیوں کو وہ نظام حق کے قیام میں بھی لگا سکتی ہے۔ نئی ابھرتی ہوئی تحریک انصاف ہے جو اپنے سے وابستہ نوجوانوں کو نیا پاکستان بنانے کی بجائے پرانے پاکستان کی منزل یعنی نظام عدل کے قیام میں لگا سکتی ہے جو نظام کہ برحق ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہمارے معاشرے کی تقسیم در تقسیم ہونے کا سلسلہ بند ہو جائے۔ نفرتوں کی جگہ محبتیں لے لیں۔ آپ اسے ایک خواب قرار دے سکتے ہیں۔ کیا معلوم کبھی یہ خواب حقیقت کا روپ دھار لے۔ پاکستان بھی تو کسی کا خواب ہی تھا جسے ہم نے دیوانے کا خواب بنا دیا ہے۔ آخر وہ خواب حقیقت میں تبدیل ہوا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہے۔ کیا معلوم رب کریم اپنے عطا کردہ ملک کے مفاد میں وہ ان قائدین کے دل بدل دے۔ کاش کہ ایسا ہو جائے!

☆☆☆ ☆☆☆

☆☆☆☆☆

غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ مئی 2015ء
رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

اہم مضامین

☆ تنازعہ یمن اور پاکستان کا رول	ایوب بیگ مرزا
☆ شرعی احکام کی اقسام (مطالعۂ حدیث)	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ساتھ میری رفاقت کا سفر	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ دینِ اسلام بطور اصلاحی انقلاب	مسز بینا حسین خالدی
☆ اسلامی اخلاقیات	فرید بن مسعود
☆ ریاست پر کسی مذہب کا حق نہ ہونا!	حامد کمال الدین
☆ زمانے کی گواہی: سورۃ العصر کی روشنی میں	حافظ محمد مشتاق ربانی
☆ ساس سسر کی خدمت اور بہو کا کردار	عبداللہ العزیز الغفور

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کا دورہ ساہیوال

05 اپریل 2015ء کو امیر محترم کے ساتھ ساہیوال میں مدرسہ جامعہ رشیدیہ کے علماء کی ملاقات طے تھی۔ قاری محمد سعید بن شہید، مولانا شاہد عمران سے ملاقات ہوئی۔ امیر محترم کے ساتھ راقم، عبداللہ سلیم اور حافظ محمد فیضان بھی تھے۔ ملاقات بہت اچھی رہی۔

بعد نماز مغرب مسجد القدس اہلحدیث، فرید ٹاؤن، میں ''قرآن کا پیغام: امتِ مسلمہ کے نام'' سے امیر محترم نے ایک بہت پُر مغز اور مدلل بیان فرمایا۔ تقریباً 300 کے لگ بھگ افراد نے شرکت کی۔ 150 کے قریب خواتین بھی شریک تھیں۔ پروگرام کو تمام شرکاء نے بہت پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ اس راستے میں ہماری مشکلات کو اپنی رحمت سے آسان فرمائے، ہماری محنت کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے لئے مزید ہمت عطا فرمائے۔ (آمین)

(رپورٹ: محمد ناصر بھٹی)

حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام سہ ماہی پروگرام

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی پروگرام 29 مارچ صبح 10 بجے قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز جناب حسین عاکف کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے ملٹی میڈیا کی مدد سے سورۃ الحج کے آخری رکوع کا درس دیا۔ مقامی تنظیم شیخوپورہ کے امیر جناب قیصر جمال فیاضی نے ''دعوت کیسے دی جائے؟'' کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ دعوت کے لیے سیرت النبی ﷺ بہترین مثال ہے۔ چائے کے وقفے کے بعد جناب کاشف عباسی نے فضائل دعوت کے حوالے سے مختلف احادیث مبارکہ بیان کیں۔ ناظم دعوت محمود حماد نے دو رفقاء کو دعوت دی کہ وہ سٹیج پر آ کر اپنے دعوت دینے کے طریقے کو بیان کریں۔ ان کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ جس کو دعوت دینی ہے پہلے اس کے ساتھ ایک Comfort Zone پیدا کیا جائے، اس کے بعد دعوت دی جائے۔ پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ جناب محمد جہانگیر نے گفتگو کی۔ نماز ظہر پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: محمد یونس)

حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام نئے رفقاء کا تعارفی پروگرام

حلقہ لاہور غربی کے تحت نئے شامل ہونے والے رفقاء سے تعارفی پروگرام 31 مارچ 2015ء کو بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی لاہور کے لائبریری ہال میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز امیر حلقہ جناب محمد جہانگیر کے تعارفی کلمات سے ہوا۔ اس کے بعد رفقاء نے نام، تعلیم، پیشہ اور رہائش کے عنوانات کے تحت باری باری اپنا تعارف کرایا۔ امیر حلقہ نے کہا کہ قرآن مجید کامیابی اور ناکامی کا جو معیار ہمارے سامنے لاتا ہے وہ یہ ہے کہ آخرت میں اللہ مجھ سے راضی ہو جائے اور میں جہنم کے عذاب سے بچ جاؤں۔ اس کے لیے مجھے اس دنیا میں محنت کرنا ہوگی، کام کرنا ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ یاد رکھیے ہم اس تنظیم میں ثواب حاصل کرنے کی نیت سے نہیں آئے بلکہ اپنے دینی فرائض کی ادائیگی کے لیے آئے ہیں۔ عشاء کی نماز پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب کنندہ: محمد یونس)

☆☆☆☆☆

میثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے
ہماری ویب سائٹ
www.tanzeem.org
پر ملاحظہ کیجیے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''دفتر تنظیم اسلامی بلوچستان 2-12/2-370 بالائی منزل بالمقابل کوالٹی سوئیٹس، منان چوک، شاہراہ اقبال، کوئٹہ'' میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

8 تا 10 مئی 2015ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 081-2842969 / 0346-8309749

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''جامع مسجد الفرقان سیکٹر I-8 مرکز (اسلام آباد)'' میں

17 تا 23 مئی 2015ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

اور

22 تا 24 مئی 2015ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

☆ فرائض دینی کا جامع تصور (عبادت رب، شہادت علی الناس، اقامت دین)

برائے رابطہ: 051-2840707 / 0323-5044904

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

WAR IN YEMEN
The Duplicity of Western Approach

Yemen is under fire now. Almost all parties to this latest conflict in the Middle East have followed the footsteps of their master in forming coalitions, overt or covert, to raise an insurgency or to bomb a country. The masters are not only backing but are also providing tactical support. With the Nuclear Treaty with Iran on cards, America did not want to create an impression that it may change its policy in the Middle East. The Arab rulers fear that America may now turn soft towards Iran. America had to strike a balance. So it is allowing everyone to have a go at Yemen.

The duplicity of Western approach can be seen in almost every intervention they make in the region. In Syria and Libya, the West supported the rebels; in Yemen and Egypt, they supported the Governments. Even in Iraq, they had used puppets to get rid of Maliki who was considered soft towards Iran. Humanity and justice are no criteria in support or opposition. The only criterion is the political expediency. Come what may, the American puppets in the region must survive and the opponents must go.

During the last four decades, the Middle East has been the center of various interventions by America and Russia, with almost everyone failing to achieve the stated objectives, and a few mass movements that emerge through social, political and ideological campaigns. Such movements can fail, but they have certainly the greater chances of success. The Revolution of Iran, the rise of Hamas and Hezbollah and the Ikhwan Movement in some Arab countries are movements that have achieved mixed successes. The militant movements, even if their concerns and grievances seem to be genuine, tend to fail often resulting in hugely disastrous consequences for the people as well as their active members. Still more unfortunate is the truth that the global forces of hegemony use them for their own ends. They would initially support them, and when their mission is accomplished, they would abandon them or in case they turn rebels would destroy them.

In Yemen the government is confronting the Houthis who are having the backing of Iran. Houthis being Shiites give the West another opportunity to fan the Shia-Sunni hatred or at least make it appear so through their corporate media. What is being forgotten is that Houthis belong to Zaidi sect of Shiism. Zaidis are considered closer to Sunnis than any other Shia sect. Houthis in Yemen have had the support of a large section of Sunni population as well, some of whom are switching positions following the Saudi intervention. Ideally, the countries in the Middle East should have played a role in bringing peace through reconciliation between different sections of society. Ways should have been found out to have a government, which has representation of all sections of Yemenese. Unfortunately, the option chosen is war, a game played by the U.S. many times before.

If immediate corrective steps are not taken, it will end up in another bloody civil war. The most important factor that threatens peace in the Muslim World is the rivalry between Saudi Arabia and Iran. Both countries continue a struggle for hegemony in the region. Both Saudi Arabia and Iran have to feel a greater responsibility towards earning the confidence of their Arabian neighbors and Muslims in general. The Muslim world views America as its top enemy and anyone siding with America is loathed. The need for Iran to play a responsible role in the region too has risen and she needs to enter into an understanding with Saudi Arabia and other Arab countries, especially Qatar and UAE. If it can convince the Arabs that Western powers cannot harm them if they act in unison, it will help the cause of peace in a big way. Considering the long rivalry between them, it is not an easy task. But it has to be achieved if the Muslim Ummah is to be safeguarded against the machinations of the West.

Muslims around the world need to stress on both Saudi Arabia and Iran the need to bury their differences. Using sectarianism for political ends is a sin which cannot be forgiven. It is high time the Muslim World presented its united front to the world.

<u>Courtesy</u>: *Radiance VIEWSWEEKLY*